



دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرت آلِ رسولِ مُتقدّم کے واسطے

اقترامِ سادات اولہ

امام احمد رضا
محدث
بریلوی
مکتبہ الہی

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

رَضَا اَكْبَرُ كَيْدُ يَمِيْنُ رَجِيْبُ رَا اَهْوَجُ
(پاکستان)

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسولِ اللہ کر
حضرت آلِ رسولِ مُتَّقِدِکے واسطے

امام احمد رضا ^{محدّث}
بریلوی

اول

اقتراہ مسادات
مکتبہ الہدیٰ

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

کتابخانہ اسلامیہ لاہور
شاہ کھٹک پبلشرز لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۲۳

نام کتاب : احترامِ سادات
تصنیف : سید صابر حسین شاہ بخاری
ناشر : رضا اکیڈمی
مطبع : احمد سجاد آرٹ پریس موہنی روڈ۔ لاہور
قیمت : دُعاے خیر بحق معاذینِ رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور

عطیات بھیجنے کے لیے رضا اکیڈمی

اکاؤنٹ نمبر ۳۸/۹۳۸، حبیب بینک۔ دکن پورہ براج ۰ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات ۱۰ روپے
کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجدِ رضا محبوب روڈ۔ چاه میراں، لاہور پاکستان
کوڈ نمبر ۵۳۹۰۰، فون نمبر ۷۵۰۳۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِنا مِ جِهاندار و جال آفرین

حمد و ثناء اس خالق و مالک کی، جس نے اپنے محبوب کریم، رسول اعظم، مند
عرش برین، رحمتہ للعالمین جناب احمد محسن محمد ﷺ کے توسل، -
اپنی بے پایاں نوازشوں سے بہرہ مند فرمایا، اور اہل علم و قلم کی سرپرستی، نیز صاحبان
دولت و ثروت کے دل اس کی طرف مائل فرمائے اور پھر کرم بلائے کرم یہ کہ
قارئین کرام کا باشعور بین الاقوامی حلقہ مرحمت فرمایا، جو رضا اکیڈمی کی نشریات سے
مسلسل مستفیض ہو رہا ہے

براعظم، ایشیاء، یورپ، افریقہ، سے بھی ادارہ کے ساتھ الفت و محبت رکھنے
والوں کے خطوط ہمارے مشن کی تعمیر و ترقی میں مدد و معاون ہیں، جن اہل علم و قلم
کی نگارشات اور گرانقدر تجاویز و آراء نے ادارہ کو عروج و بلندی کی طرف مائل بہ
پرواز کیا، ان میں ماہر رضویات، مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری
نقشبندی مجددی، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، محقق
عصر، صاحب تحقیقات اہل حق حضرت علامہ مولانا محمد عبدالکلیم شرف قادری، خطیب
و پندیر، ادیب شہیر مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری دامت برکاتہم، خصوصیت سے
قابل ذکر ہیں جو اپنی علمی و قلمی خدمات کے باعث قطعاً محتاج تعارف نہیں!

ہاں! ادارہ بے لوث، مالی خدمات سرانجام دینے والی ان تمام شخصیات کے
لئے، بقلب صمیم دعاگو ہے جو نہایت خاموشی کے ساتھ اس کمر توڑ مہنگائی اور روز
بروز بڑھتی ہوئی ڈاک نرخوں کی تباہی کے اس ناہنجار دور میں نشر و اشاعت کے محاذ
کو نہ صرف سنبھالہ دیئے ہوئے ہیں بلکہ اس محاذ کو مضبوط تر بنانے کے لئے دل
کھول کر حوصلہ افزائی کر رہی ہیں

آخر میں التماس ہے آپ رضا اکیڈمی سے اپنے روابط مزید مضبوط بنائیے اور
اس کی ہر طرح معاونت فرمائیے اللہ تعالیٰ جل و علیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو امین بجاہ
طہ و یس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم، اجمعین۔

حاجی محمد مقبول احمد قادری ضیائی
ناظم اعلیٰ رضا اکیڈمی لاہور

طالب دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

انتساب

بنام نامی

تاجدارِ اہلسنت، ناصرِ ملت، واقفِ اسرارِ شریعت، دانائے رموزِ حقیقت، راحتِ قلبِ
 حزیں، صاحبِ علمِ یقین، شمسِ العارفین، سید الواصلین، عمدۃ الکاملین، نائبِ سیدِ
 المرسلین، سیدِ العلماء، تاجِ العرفا، رئیسِ الاقنیا، زبدۃ الافاضل، مجمع السلاسل، خاتم
 الاکابر، فخر السادات سیدنا مولانا حضرت مخدوم السید الشاہ آلِ رسول احمد قادری
 مارہروی رضی اللہ عنہما نور اللہ مرقدہ۔

— دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر

حضرت آلِ رسول مقتدی کے واسطے

نیاز کیش

صابر حسین شاہ بخاری

حسن ترتیب

انتساب -

پیش گفتار -

تقدیم -

پیش لفظ -

امام احمد رضا اور نسبِ سادات -

امام احمد رضا اور فضیلتِ سادات -

خاندانِ رضا اور احترامِ سادات -

کلامِ رضا میں محبتِ سادات کے عناصر -

امام احمد رضا اور احترامِ سادات -

احترامِ اولادِ سادات -

اولادِ رضا اور احترامِ سادات -

مخدوم الاولیاء کی رائے گرامی -

اختتامیہ -

مآخذ و مراجع -

قطعہ طبعیت -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞

نحمدہ و نصلی علی رسول

الکریم

از مولانا سید وجاحت رسول قادری مدظلہ

پیش گفتار

اس کارخانہ قدرت کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ گردش افلاک اور انقلابات زمین کے پس پردہ جو حد کی قوت کار فرما ہے وہ فقط ”قوتِ عشق“ ہے کہ جس کے گردیہ نظام گردش لیل و نہار رواں دواں ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ

” محبت اشتیاقی ہست بہ یافتن آن چیزی

کہ یکی دوست می دارد و ہر عضو تن چیز

مخصوص یا مخصوص ہست کہ بان

نزدیک می شود“

یعنی محبت اس سر مستی کا نام ہے کہ جس کی بدولت انسان کسی ایک ہستی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اس کا ہر عضو تن چیز مخصوص یا نوع مخصوص ہے کہ جس کے ذریعہ وہ محبوب سے نزدیک تر ہوتا جاتا ہے۔

دورِ حاضر میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات

گرامی میں ہمیں ایک ایسا عاشق صادق نظر آتا ہے۔ جس نے اللہ تبارک و تعالیٰ

کے سب سے اعظم و اکرم رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی شیفتگی اور ان

کے عشق کی آگ میں اپنا تن من دھن سب کچھ اس طرح پھونک دیا کہ آج اس

کی ذات گرامی ”عشقِ مصطفیٰ“ کے چراغ کی ایک علامت بن گئی ہے ایک ایسے

چراغ کی کہ جس نے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کے کروڑوں مسلمانوں کے

دلوں میں ”چراغِ عشقِ مصطفیٰ“ کو نہ صرف منور بلکہ اس کی لو کو تیز تر کر رکھا ہے خود فرماتے ہیں۔

الروح فداک فزود حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا

موراتن من دهن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس راز کو پایا تھا کہ اصل ایمان اور اصل جود ہر جود سید کون و مکالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے بلکہ یہ ایمان کی جان ہے اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں اور اس میں ترقی و کمال ایمان کے فزوں تر اور کامل تر ہونے کی دلیل ہے۔

جان ہے عشقِ مصطفیٰ اور فزوں کرے خدا

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایک عاشقِ صادق کی زندگی گزار لی اور اپنے گفتار و کردار سے یہ پیغام دیا کہ ایک عاشقِ صادق اپنے محبوب میں نہ کوئی عیب دیکھ سکتا ہے نہ اس کی برائی سن سکتا ہے اور نہ اس کی تہقیز برداشت کر سکتا ہے بلکہ اس کی آنکھ محاسن کے علاوہ کوئی چیز دیکھتی ہی نہیں اور یہ کہ وہ نہ صرف اس کی ذات سے بلکہ اس سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت کرتا ہے اور اس کی تعظیم و توقیر کرتا ہے جب عام محبوبوں کا یہ حال ہے تو حبیبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تو سب سے افضل و اعلیٰ ہے ایک مومن احتمال کے درجہ میں بھی آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ادنیٰ سی ادنیٰ بے ادبی بھی برداشت نہیں کر سکتا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت کی جائے اور آپ کی آن پر جان قربان کر دی جائے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے مسلکِ عشق میں محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلی کے کتے کا بھی بڑا اعزاز و اکرام ہے یہی وجہ ہے کہ وہ سگِ بارگاہِ نبوی کی قدم بوسی کو اپنے لئے بڑا اعزاز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مبارک کی عظمت اور اس سے منسوب آثار و نوادرات کی برکتوں کے منکر ہیں ان

کو متنب فرماتے ہوئے کہتے ہیں۔

- رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے

تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

ان کے نزدیک ”سرشاری عشق“ کا تقاضا یہ ہے کہ سگان کو چمہ جاناں پر اپنی جان نچھاور کر دی جائے اور اگر جانثاری کا یہ جذبہ کسی کے اندر نہیں ہے تو اس کا دعویٰ عشق باطل ہے۔

- - پارہ دل بھی نہ نکلا تجھ سے تحفہ میں رضا

ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی کتاب زندگی کا ورق و ورق شاہد عادل ہے کہ ان کے فکر و خیال اور قلم و قرطاس کا مرکزی نقطہ ”عشق محبوب رب العالمین ﷺ“ ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا دائرہ ”عشق حقیقی“ کمان امکان کے ان تمام خطوط کو احاطہ کیے ہوئے جو کسی بھی زاویہ تعلق سے اس مرکزی نقطہ تک کھینچے جاسکتے ہیں۔ ان کے نزدیک سید عالم ﷺ کی نسبت کا ہر زاویہ اور ان سے تعلق کا ہر رخ لائق صدا احترام ہے۔ اس لیے کہ یہ ”محبوب حقیقی“ کے رخ انور اور جمال جہاں آراء کی تاشیں ہیں۔ اس اعتبار سے وہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ سے منسوب ہر شے سے پیار کرتے ہیں اور اس کا اعزاز و اکرام کرتے ہیں اور اس کی تعظیم بجالاتے ہیں وہ سید عالم ﷺ کے اقوال و احوال ہوں یا ان کی ازواج و اولاد اصحاب و احفاد ہوں یا آثار و شعار شہداء و صلحائے امت ہوں یا علماء و فقراء ملت سب ان کیلئے محترم ہیں وہ سب سے محبت کرتے ہیں۔ سب کی تعظیم ان کا ایمان ہے۔

”عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ کے حوالے سے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی سیرت کے تمام گوشے ایک بسیط مقالہ کے متقاضی ہیں جو اہل علم و تحقیق کیلئے ایک دعوت فکر ہے۔

”امام احمد رضا اور احترام سادات کے عنوان سے مکرمی سید صابر حسین شاہ صاحب

زید مجدہ کی یہ کوشش اس سمت میں ایک قابل تحسین اور توجہ طلب پیش رفت ہے۔ سید صاحب اہل سنت کے ایک ابھرتے ہوئے قلم کار ہیں۔ نوجوانی ہی سے ان کا راہوار قلم اپنی جولانیاں دکھا رہا ہے۔ غالباً گذشتہ 10 سال سے وہ اپنی قوت تحریر سے ملک و ملت کی تعمیری خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اب تک بیسیوں مقالے سپرد قلم کر چکے ہیں۔ سیرت رسول ﷺ احوال اولیاء و صلحاء تحریک پاکستان اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی حیات اور علمی ملی خدمات کے پسندیدہ عناوین ہیں ان کی تحریروں میں ماشاء اللہ نکھار ہے۔ جس میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مضامین میں نظم و ضبط اور پختگی ان کے وسعت مطالعہ کی دلیل ہے۔ ترتیب و پیش کش کا اندازہ ہر بار خوب سے خوب تر ہے۔ ان کا طرز زندگی سادگی اور درویشی کا نمونہ ہے۔ سیرت و صورت سنت نبوی صلی اللہ علی صاحبہا علیہ التحیۃ والثناء کا نمونہ اور آئینہ ہے جس کی جھلک ان کی تحریروں میں بھی نمایاں ہے۔

زیر نظر مقالہ میں حسن ترتیب کے نام سے عنوانات کی فہرست سید صاحب کے حسن انتخاب کا مظہر ہے۔ احترام سادات کے حوالے سے انہوں نے تمام ممکنہ پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی سعی و کوشش کی ہے۔ شاہ صاحب نے اس سلسلہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے نثری اور شعری دونوں لٹریچر کے وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح عاشق مصطفیٰ ﷺ کی حیثیت سے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا کردار ایک مثالی کردار ہے اسی طرح ”خادم آل و اولاد مصطفیٰ“ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے بھی ان کا کردار مثالی ہے۔ ایسا مثالی کہ جسے اپنے غیر سب تسلیم کرتے ہیں۔ شاہ صاحب محترم نے امام احمد رضا کی دعائیہ نظم (منظوم شجرہ قادریہ) کے درج ذیل شعر سے جس کو انہوں نے اپنے مقالہ کا سرنامہ بنایا ہے۔ اپنے عنوان کے تعین میں بھرپور فائدہ حاصل کیا ہے اور قاری کیلئے کام اور آسان کر دیا ہے۔

۔۔۔ دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر

حضرت آل رسول مقتداء کے واسطے

محترم سید صاحب نے مضمون کے تتمہ پر جو اختتامیہ تحریر کیا ہے۔ وہ بڑا فکر انگیز اور سبق آموز ہے اس میں احادیث و آثار اور تاریخ و سیر کے حوالے سے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں اس میں وہ یقیناً "قاری کے ذہن کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ سید صاحب زید مجدد کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ ان کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے۔ اور مسلک حقہ کی ترویج و اشاعت اور فروغ عشق رسول ﷺ کے لئے ان کی زبان و قلم کو مزید قوت و جلالی اور ان کی سعی و کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین۔

**بجاء سید المرسلین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ
سیدنا محمد وآلہ و اصحابہ و اہلبیتہ و اولیاء ملتہ
اجمعین۔**

(سید و جاہت رسول قادری)

صدر

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

3 رجب المرجب 1418ھ

15 نومبر 1996ء



تقدیم

پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش وراثی مدظلہ

دنیاۓ علم و فن میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ کی ہمہ گیر شخصیت اپنے اور بیگانوں کی نظر میں اختلافی ضرور ہو سکتی ہے۔ لیکن ان کی علمی قابلیت۔ تحقیق تدقیق اور بالخصوص عشق رسالت مآب کے سبھی معترف ہیں۔ امام احمد رضا کو دولت عشق رسول علیہ افضل الشناوا لتسلیم ورثے میں ملی تھی آپ کے والد محترم حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے ایک عظیم عالم باعمل اور مفتی اعظم تھے۔ ان کی تحریروں میں رسول مقبول ﷺ سے عشق و محبت اور وارفتگی بطور خاص نمایاں ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اپنے دور طالب علمی میں ایک مرتبہ ریاضی کی مشہور کتاب **چفمینی** کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ حضرت والد محترم مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ نے دیکھا تو فرمایا: بیٹا اس قسم کی چیزوں میں اپنا وقت کیوں برباد کرتے ہو۔ مصطفیٰ کریم ﷺ کے دربار سے سب کچھ عطا کر دیا جائے گا.....

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ عشق رسول ﷺ میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے.... مصطفیٰ کریم ﷺ سے جس چیز کو نسبت ہوتی وہ ان کے سر کا تاج بن جاتی بقول مولانا حسن رضا خان:-

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور

تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

امام احمد رضا نے اپنے قول و فعل سے عشق رسول ﷺ کا ثبوت دیا سب رسول کا آپ بطور خاص خیال رکھتے تھے۔ جب کوئی سید نظر آتا بچھ بچھ مالتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک سید فقیر نے دروازے پر صدا لگائی۔ اس دن آپ کو اپنے علمی ذوق و شوق کی تکمیل کے لیے حسب سابق والدہ صاحبہ کی طرف سے

رقم ملی تھی۔ جو کہ ایک صندوقچی میں روپوں پیسوں کی شکل میں موجود تھی۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ فقیر سید ہے تو پوری صندوقچی اس کے سامنے پیش کر دی۔ فقیر نے کہا کہ مجھے اتنے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔ فقیر نے چوٹی اٹھالی اور کہا کہ یہی میری حاجت ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی زندگی کے یوں تو کئی پہلو ہیں جن پر آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن عشق رسول ﷺ کے پہلو میں جتنا لکھا گیا وہ ضمنی انداز سے سامنے آیا۔ بالخصوص احترام سادات کے حوالے سے آج تک کسی فاضل کا مقالہ سامنے نہیں آیا۔ فاضل محقق سید صابر حسین شاہ بخاری قابل صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے چھپے ہوئے اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور اس کی تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ ہر چند کہ اس میں درج واقعات اکثر و بیشتر کتب میں نظر آتے ہیں۔ لیکن یکجا طور پر مخصوص انداز میں ان واقعات کو صفحہ قرطاس پر لانے کا سہرا انہیں کے سر سجتا ہے۔ اس مقالے میں احترام سادات کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کے روز و شب کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے عشق رسالت مآب کے تقاضے کو کس طرح پورا کیا اور نسب رسول کا کس قدر احترام کیا۔

سید صاحب نے مختلف حوالوں سے... مختلف جہتوں سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور ان کی اولادِ امجاد کی سادات کرام سے الفت و محبت کا احاطہ کیا ہے مثلاً امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور احترام سادات، کلام رضا میں محبت سادات کے عناصر، خاندانِ رضا اور احترام سادات اور احترام اولادِ سادات، اولادِ رضا اور احترام سادات وغیرہ اس مقالے کے تابندہ و درخشندہ عنوانات ہیں! مقالہ میں باقاعدہ حوالوں سے تمام واقعات درج کئے گئے ہیں اور آخر میں مآخذ و مراجع کے تحت ان حوالہ جات کی فہرست بھی دے دی گئی ہے۔

سید صاحب نے اپنی تحریر میں سادہ اور عام فہم زبان استعمال کی ہے تاکہ عام پڑھا لکھا قاری بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ سید صاحب کا قلم رواں دواں اور پر اثر ہے جو بات کہتے ہیں حقائق و شواہد کی روشنی میں کہتے ہیں۔

صاحب نے اپنے مقالے میں اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ احترامِ سادات کے ضمن میں اسلامی نقطہ نظر واضح ہو۔ لہذا انہوں نے فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں سے ان فتوؤں کو بھی درج کیا ہے۔ جن میں احترامِ سادات کے ضمن میں اعلیٰ حضرت نے شرعی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

اس طرح بجا طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ مقالہ رضویات کے حوالے سے ایک اہم اضافہ ہے۔ جس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہیے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقالے کو قبول عام کا شرف بخشے اور سید صاحب کو بیش از بیش سعادت عالیہ سے نوازے.....

مین ثم آمین بحق سید المرسلین ﷺ

فیاض احمد خان کاوش

جمعہ 2 دسمبر 1996ء 24 رجب المرجب 1417ھ

غلام مصطفیٰ مجددی

پیش لفظ

ہم اہل ایمان ہیں..... اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں..... جس کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ پیار ہے..... ہمیں بھی اس سے پیار ہے..... قرآن سے..... اسلام سے..... مکہ مکرمہ سے..... مدینہ منورہ سے..... صحابہ اکرام سے آل طہار سے..... ہم سب سے عقیدت رکھتے ہیں..... ہم سب پر جان ارتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ آل طہار کو لیجئے۔ ہمارے پروردگار نے فرمایا ہے **قُلْ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ**۔

اے محبوب! فرمادیتے ہیں تم سے کچھ نہیں مانگتا، اتنا ضرور کہتا ہوں کہ میرے قریبوں سے محبت کرو۔ ہمارے رسول ﷺ کا ارشاد ہے چار ہیں قیامت کے دن میں جن کی شفاعت کروں گا اگرچہ وہ تمام اہل زمین کے گناہوں جتنے گناہ لے کر آئیں میری آل کی تکریم کرنے والا ان کی حاجات پوری کرنے والا

ان کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنے والا زبان اور دل سے ان کو چاہنے والا۔

الصواعق المحرقة مجھ سے محبت کرو اللہ کی وجہ سے اور میرے اہل

بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے (کتاب الشفاء) آل طہار کی وجہ سے

دوزخ سے رہائی کا پروانہ محبت صراط کی سند اور دوستی عذاب حشر سے امان کی دلیل

ہے۔ اللہ اللہ سب ایمان والوں نے اپنے محبوب کی وجہ سے اپنے محبوب کی اولاد

کو اپنی اولاد سے محبوب تر رکھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم

میں اپنے قریبوں سے زیادہ حضور کے اہل بیت کو عزیز رکھتا ہوں (صحیح بخاری)۔۔۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی نسبت حسین

کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیم اجمعین کو دو گنا مال غنیمت دیا (الریاض النضرہ) اور

ایک دفعہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا یعنی اللہ کے بعد تمہاری برکت سے ہمیں

یہ عزت و عظمت عطا ہوئی۔۔۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسین کے پائے

اقدس اپنے کپڑے سے پونچھے اور کہا اللہ کی قسم جتنے آپ کے فضائل میں جاننا

ہوں لوگ جان لیں تو آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں (اظہار السعادت)۔۔۔ سیدنا

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے آل طہار کے ایک فرد وحید حضرت عبد اللہ بن

حسن علیہ الرحمۃ سے کہا کہ حضور! آپ کی کوئی ضرورت ہو تو آپ کسی کو بھیج دیا

کریں مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ آپ میرے دروازے پر کسی ضرورت

کی وجہ سے کھڑے ہوں۔ (الصواعق المحرقة)۔

سراج الامم حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ افراد آل نبوت کے احترام میں

بچھ بچھ جاتے تھے۔ ایک سید زادے کی تعظیم کے لیے آپ نے بار بار کھڑے ہونا

باعث سعادت سمجھا۔۔۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یا اہل بیت رسول اللہ جبکم
فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
یکفیکم من عظیمہ القدر انکم
من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ

یعنی اے اہل بیت! تمہاری محبت کو اللہ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔
ماری شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں

لی۔۔۔۔۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

محبت اہل بیت، سرمایہ اہل سنت است“ مخالفان ازیں معنی غافل اندواز محبت
ہاں جاہل“

اکبر کس کس چیز کا ذکر کیا جائے۔ سب اہل سنت سب اہل محبت... اپنے
شکول دل کو اہل بیت کی محبت کی دولت سے لبالب کیے ہوئے ہیں اس محبت میں
امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا اپنا ہی انداز ہے آپ کے
دیک وہی دل دل کھلانے کے قابل ہے جو آل رسول کی ولا سے سرشار ہے اور
ی سر سر کھلانے کا حقدار ہے جو آل رسول کے نام پہ کٹ مرنے کو بے تاب
ہے فرماتے ہیں:-

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول

خوشا سرے کہ کندش فدائے آل رسول

منم امیر و جہانگیر و بکلمائے یعنی

کینہ بندہ و مسکین گدائے آل رسول

یہ ساری نظم قابل داد ہے بظاہر اپنے مرشد کامل حضور سید آل رسول
ہروی علیہ الرحمۃ کی جانب میں عرض گزار ہیں مگر باطن یوں لگتا ہے کہ ساری
آل رسول ﷺ کی عظمت و محبت کے ترانے الٰہی آپ رہیں ہیں آخری شعر
اصل نظم ہے:-

مرا ز نسبت ملک است امید آنکہ بہ حشر

ندا کنند بیا اے رضائے آل رسول

حضرت رضا علیہ الرحمۃ کا عشق رسول ﷺ عصر حاضر میں ضرب
مثل کی صورت دکھائی دیتا ہے اور اسکے حوالے سے آل رسول ﷺ سے

قلبی و روحی لگاؤ آپ کو نصیب ہوا اسے دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے:-

اداس رت کو بہاروں سے آشنا کر کے

چلا گیا ہے کوئی شخص پھر وفا کر کے

موجودہ عہد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا عہد ہے آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور سیرت کے مختلف گوشوں پہ بڑی جاندار کتابیں لکھی گئی ہیں ضرورت تھی کہ آپ کا یہ جذبہ بھی لوگوں کو دکھایا جاتا اور بتایا جاتا کہ دیکھو دیکھو اگر محبوب اور محبوب والوں سے محبت کرنی ہے تو ایسے کرو جیسے اس مرد عشق نے کی ہے سو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فاضل نوجواں حضرت سید صابر حسن شاہ بخاری میدان تحقیق میں وارد ہوئے اور اپنے قلم کی وہ جولانیاں دکھائیں کہ دل عشق کر اٹھتا ہے اکثر الفاظ و کلمات اعلیٰ حضرت کے ہیں مگر ترتیب و تہذیب کا حسن جناب بخاری صاحب کا رہین منت ہے چونکہ خود سید ہیں اس لیے جہاں جہاں کچھ لکھا وہاں وہاں عجیب سی اثر آفرینی نظر آتی ہے آل رسول ﷺ کی بے پایاں محبت کے اس سدا بہار گلدستے کی سرور افزا خوشبو کو رضا اکیڈمی لاہور نے عام کیا ہے۔ رضا اکیڈمی اس سے پہلے بھی بہت سے محبت بھرے مقالات و رسائل بہترین انداز میں شائع کر چکی ہے مگر موضوع کے اعتبار سے یہ مقالہ منفرد مقام کا حامل ہے میری التجا ہے کہ اللہ کریم آل محبوب کریم کے طفیل اس کے ہر حرف کو ہدایت کا چمکتا ہوا ستار بنا دے۔

می توانی کہ وہی اشک مرا حسن قبول

اے کہ در ساختہ قطرہ بارانی را



غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے علوم اسلامیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

کس زبان سے ہو بیان عزو شان اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوان اہل بیت
محبوب کائنات رحمتہ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کی علامتوں
میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ ہر اس شخصیت سے محبت کی جائے جن سے
محبوب کائنات ﷺ نے محبت فرمائی ہو۔ اہل بیت اطہار اور سادات کرام کی
عزت و تعظیم کرنا بھی محب رسول کی علامت ہے کیونکہ انہیں حضور ﷺ
سے ایک خاص نسبت و اضافت حاصل ہے۔ آل رسول ﷺ ہونے کی وجہ
سے سادات کرام توقیر و تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ (1) ہر دور میں اہل
محبت نے سادات کرام سے اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت دیا ہے بے شک تمام
عشاق رسول ﷺ کی سادات کرام سے محبت و الفت بے مثال اور قابل
صد ستائش ہے۔ لیکن ان میں امام اہل محبت محب سادات امام احمد رضا محدث
بریلوی علیہ الرحمۃ کی سادات کرام سے محبت و عقیدت ضرب المثل بن چکی ہے
آپ سے اختلاف کرنے والوں کو بھی اعتراف ہے کہ :

”حقیقی معنی میں آپ شیفتہ رسول ﷺ تھے“ (2) پیش نظر
مقالے میں محب سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی سادات کرام
سے محبت و عقیدت کی چند جھلکیاں قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

امام احمد رضا اور نسب سادات :-

ایک استفتاء کے جواب میں نسب سادات کی عظمت و رفعت کے بارے
میں امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے سیر حاصل بحث فرمائی ہے
یہاں صرف چند اقتباسات ملاحظہ ہوں :-

”فرماتے ہیں ﷺ“ روز قیامت میں سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی

شفاعت فرماؤں گا پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ نزدیک ہیں قریش تک پھر انصار پھر اہل یمن جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی پھر باقی عرب پھر اہل عجم اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں وہ افضل ہے۔

فرماتے ہیں ﷺ ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ زعم کرتے ہیں کہ میری قربت نفع نہ دے گی ہر علاقہ و رشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ و علاقہ کہ دنیا و آخرت میں جڑا ہوا ہے۔

دوسری حدیث صحیح میں یوں ہے حضور اقدس ﷺ نے برسر منبر فرمایا کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی قربت روز قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی خدا کی قسم میری قربت دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے۔

جب مقبولان خدا سے اتنا سا علاقہ کہ کبھی ان کو پانی پلا دیا یا وضو کو پانی دے دیا عمر میں اس کا کوئی کام کر دیا آخرت میں ایسا نفع دے گا تو خود ان کا جز ہونا کس درجہ نافع ہونا چاہیے بلکہ دنیا و آخرت میں صالحین سے علاقہ نسب کا نافع ہونا قرآن عظیم سے ثابت ہے۔

یہ ذریت مومن کا حال ہے جو اسلام پر مریں اگر ان کے باپ دادا کے درجے ان کی منزلوں سے بلند تر ہوئے تو یہ اپنے باپ دادا سے ملا دیئے جائیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی جب عام صالحین کی صلاح ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیق، فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاح عظیم کا کیا کہنا جن کی اولاد میں شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں یہ کیوں نہ اپنے نسب کریم سے دین و دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے پھر اللہ اکبر حضرات علیہ سادات کرام

اولاد امجاد حضرت خاتون بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ خود حضور نور سید الصالحین
سید العالمین سید المرسلین ﷺ کی بیٹی ہیں کہ ان کی شان تو ارفع واعلیٰ و بلند و
بالا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے دعا فرمائی وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکار
ان کے نیکو کاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہیہہ فرمادے پھر فرمایا مولیٰ تعالیٰ
نے ایسا ہی کیا امیر المومنین علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے عرض کی ما فعل کیا کیا
فرمایا یہ تمہارے ساتھ کیا جو تمہارے بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی
کرے گا

تفاضل انساب بھی یقیناً "ثابت اور شرعاً" اس کا اعتبار بھی ثابت اور انساب
کریمہ کا آخرت میں نفع دینا بھی جزاء ثابت اور نسب کو مطلقاً "محض بے قدر
وضائع و برباد جاننا سخت مردود و باطل خصوصاً" اس نظر سے کہ اس کا عموم عرب بلکہ
قریش بلکہ بنی ہاشم بلکہ سادات کرام کو بھی شامل اب یہ قول اشد غضب و ہلاک
و یوار سے حائل اور اسی پر نظر فقیر غفرلہ القدر کو اس قدر تطویل پر حائل کہ نسب
عرب نہ کہ قریش نہ کہ ہاشم نہ کہ سادات کرام کی حمایت ہر مسلمان پر فرض۔

ہاں نسب پر فخر جائز نہیں نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا تکبر کرنا جائز
نہیں دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں انہیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز
نہیں نسب کو کسی کے حق میں عاریا گالی دینا جائز نہیں اس کے سبب کسی مسلمان کا
دل دکھانا جائز نہیں احادیث جو اس باب میں آئیں انہیں معافی کی طرف ناظر ہیں
و باللہ التوفیق خدمت گاری اہل بیت مصطفیٰ کے لئے یہ بیان ایک رسالہ ہو گیا۔
ملخصاً" (3)

امام احمد رضا اور فضیلت سادات:-

1335ھ میں حکیم عبدالجبار خاں وہام پور ضلع بجنور نے سوالات پوچھے
کہ کیا سید پر دوزخ کی آنچ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بد اعمال کی پاداش میں دوزخ
میں جا ہی نہ سکے گا؟ (؟) آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتون

جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب سیدہ موصوفہ سیدہ کونین رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے؟

ان سوالات کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے

ہیں:-

سادات کرام جو واقعی علم الہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امیدواری یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ کا عذاب نہ دیا جائے گا حدیث میں ہے ان کا فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو۔

(2) امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہونے سے ان کا دامن فضائل مالا مال ہے مگر یہ شرف اعظم کہ حضرات سادات کرام کو ہے ان کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرا ٹکڑا ہے سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کہ میں ان کا باپ ہوں ملخصاً" (4)

1336ھ میں ایک استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ سادات بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ السلام میں سے کوئی تنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے یہ اعمال کا ہو نار ووزخ سے بری ہے اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمائیے اس کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

"سیدہ کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آج کل بہت

مشرب صریح کفر و ارتداد کے ہیں جیسے قادیانی، نیچری، رافضی،

وہابی، چکڑالوی، دپوبندی وغیرہم جو مشرب کفر رکھتا ہو ہرگز سید نہیں ہاں سلامت ایمان کے ساتھ اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عزوجل کے کرم سے امید واثق یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں ان سے اصلاً "کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے" اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عذاب سے محفوظ ہے۔ "ملخصاً" (5)

1334ھ میں سید برکت علی بریلوی لکھنؤ امین آباد نے سوال کیا کہ کسی سید کو صحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اس کو ناجائز پیشہ وروں (مراثی وغیرہ) سے مثال دینا کیسا ہے اور اس مثال دینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور سید کی بے توقیری کرنے والا گمراہ بد مذہب ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں محب سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

"سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے، صحیح حدیث میں ہے چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی، اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے، ازاں جملہ ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جو خیر و شر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا اور ایک حدیث میں کہ ارشاد فرماتے ہیں **صَلِّ عَلَىٰ سَائِرِ النَّبِيِّينَ** جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں ایک سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ، جو کسی عالم کو مولویا یا سید کو میردا اس کی تحقیر کے لئے کہے وہ کافر ہے اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً "کافر ہے" اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقفیت نہ معلوم ہو، اسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب

نہیں اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسی (80) کوڑوں کا سزاوار اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود اور اگر شرط قذف نہ ہو تو کم از کم بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم حرام قطعی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، جس نے بلا وجہ شرعی سنی مسلمان کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی، اس نے اللہ عز و جل کو ایذا دی، والعیاذ

بِاللّٰهِ تَعَالٰی، وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔“ (6)

1336ھ میں اسی قسم کا استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ (1) جو لوگ سیدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور ان کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(2) حضور سرور کائنات ﷺ نے دربارہ محبت و اطاعتِ آل کے لئے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟

(3) اور جو لوگ سیدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کے لئے یوم محشر میں آسانی ہوگی یا نہیں؟

(4) ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک ان میں سے سید ہیں تو مسلمان کسے صدر بنائیں؟

جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

(1) سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی سید کو میردا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ، بلکہ علما و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ و بد دین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں سب

منقطع ہے جیسے نیچری قادیانی وہابی غیر مقلد دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض۔

(2) محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے

قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ان کی محبت بجمہ اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناہی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ مگر محبت صادقہ نہ روافض کی سی محبت کاذبہ جنہیں ائمہ اطہار فرمایا کرتے تھے، خدا کی قسم تمہاری محبت ہم پر عار ہوگی، اطاعت عامہ، اللہ و رسول کی پھر علمائے دین کی ہے اصل اطاعت اللہ و رسول کی ہے، علمائے دین ان کے احکام سے آگاہ پھر اگر عالم سید بھی ہو تو نور علی نور امور مباحبہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اس کی خوشنودی ہے اور سادات کرام کی خوشی میں کہ حد شرع کے اندر ہو حضور سید عالم ﷺ کی رضا ہے اور حضور کی رضا، اللہ عز و جل کی رضا۔

(3) ہاں سچے محبان اہل بیت کرام کے لئے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی کو اس کا عمل نفع نہ دے گا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔

(4) اگر دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور جس کام کے لئے صدارت مطلوب ہے اس کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے ورنہ ان میں جو عالم یا علم میں زائد یا سنی ہو اور دونوں علم دین میں مساوی ہوں تو جو اس کام کا زیادہ اہل ہو۔ "ملخصاً" (7)

1336ھ میں ہی ضلع سیتاپور سے الیاس حسین نے پوچھا کہ، ایک شخص سید ہے لیکن اس کے اعمال و اخلاق خراب ہیں اور باعثِ ننگ و عار ہیں تو اس سید سے اس کے اعمال کی وجہ سے تشر رکھنا اور نسبی حیثیت سے اس کی تکریم

کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ اس سید کے مقابل کوئی غیر مثل شیخ، مغل، پٹھان وغیرہ وغیرہ کا آدمی نیک اعمال ہو تو اس کو اس سید پر بحیثیت اعمال کے ترجیح ہو سکتی ہے کہ نہیں شرع شریف میں ایسی حالت میں اعمال کو ترجیح ہے کہ نسب کو بیوا تو جروا۔ اس کے جواب میں محب سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

”سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے؛ نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی۔ نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی، شریعت نے تقویٰ کو فضیلت دی ہے مگر یہ فضل ذاتی ہے، فضل نسب متہائے نسب کی افضلیت پر ہے، سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم ﷺ پر ہے، اس افضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں، حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ہے۔ ملخصاً“

(8)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی اعلیٰ تحقیقات کے مطابق سادات کرام کو زکوٰۃ دینا ہرگز جائز نہیں، اس موقف کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے ایک محققانہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ کتاب کا نام الزہر الباسم فی حرمتہ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم ہے یعنی کلیاں اس بات پر مسکراتی ہیں کہ بنی ہاشم پر زکوٰۃ لینا حرام ہے اس کے نام ہی سے ادبی لطافت کے علاوہ ادب و احترام کی خوشبو پھوٹ پھوٹ کر اہل ایمان کے دماغوں کو فرحت اور ایمانوں کو جلا مل رہی ہے۔ اس کتاب میں

”سادات اور دوسرے نبی ہاشم کو زکوٰۃ اور یونہی دوسرے صدقات واجبہ فطرانہ وغیرہ دینا ہرگز جائز نہیں نہ انہیں لینا حلال ہے۔ سید عالم ﷺ سے متواتر حدیثیں ان کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور اس حرمت کی علت ان حضرات کی عزت و بزرگی ہے، کیونکہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور یونہی دوسرے صدقات واجبہ اس مستعمل پانی کی طرح ہیں جو گناہوں کی نجاست دھو ڈالے، اور اہل بیت و دیگر بنی ہاشم صاف ستھرے، پاک و طیب ہیں، ان کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسی چیزوں سے آلودہ کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں۔ (9)

1307ھ میں گونڈہ سے سید حسین حیدر میاں علیہ الرحمۃ نے دوبارہ جب پوچھا کہ سادات محتاجین کو زر زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں، بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں کہ خود مانگتے ہیں اور میں نے سنا کہ علمائے رامپور نے جواز کا فتویٰ دیا مگر میں نے اب تک یہ جرات نہ کی اس بارہ میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں، تو اس کے جواب میں وحید عصر قصبہ اسلام امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے چھ صفحات پر نہایت ہی محققانہ اور عالمانہ و مجاہدہ جواب رقم فرمایا اس کی سطر سطر سے احترام سادات کی مہک آرہی ہے۔ یہاں صرف ایک اقتباس ہی ملاحظہ کرتے چلیں :-

”یہ باون (52) عبارتیں اور ستائیس (27) حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا بجز اللہ تعالیٰ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں، سب کی نقل سے بخوف تطویل دست کشی کی، بالجملہ اصلا محل شک و ارتباب نہیں کہ سادات کرام و بنی ہاشم پر زکوٰۃ یقیناً حرام نہ انہیں لینا جائز نہ ان کے دیئے زکوٰۃ ادا ہو تو اس

میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل اور حلیہ صحت بلکہ قابلیت اغماض سے عاری و عاطل کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کیے ہیں، رہا یہ کہ پھر اس زمانہ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات کیونکر ہو، بقول بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور نذر و ہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتگی ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد اکرم ﷺ کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی نجا و ماوی نہ ملے گا، کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انھیں کے صدقہ میں انھیں کی سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں، ان کی خوشنودی کے لئے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کے بھاری انعاموں عظیم اکراموں سے مشرف ہوں، ابن عساکر امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو میرے اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔ خطیب بغدادی امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو شخص اولاد عبدالمطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے، اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔ "اللہ اکبر اللہ اکبر قیامت کا دن وہ قیامت کا دن وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفیٰ ﷺ سا صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرمادیں، ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دو جہاں کو بس ہے۔ بلکہ خود یہی صلہ کروروں سے اعلیٰ و انفس ہے جس کی طرف کلمہ کریمہ اذنا یقینی اشارہ فرماتا ہے، بلفظ اذا تعبیر فرمانا، بحمد اللہ روز قیامت وعدہ وصال و دیدار محبوب ذوالجلال کا مژدہ سناتا ہے، مسلمانو اور کیا درکار ہے، دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو، و باللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف مستجبہ کی وسعت

ہیں۔ بیٹھے تو بچہ اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے، مال زکوٰۃ سے کچھ روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو اس سے دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا، اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سید کا کامل ثواب (دونوں کو ملا)۔ (10)

خاندان رضا اور احترام سادات :

مولانا حسین رضا خاں علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ کا خاندان سادات کی عزت و عظمت کے لئے مدت سے مشہور، اعلیٰ حضرت قبلہ کے دادا مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ روزانہ نماز فجر پڑھ کر سادات کرام نو محلہ کی خیریت معلوم کرنے اور سلام عرض کرنے جایا کرتے تھے، ان کے اس معمول میں کسی مجبوری ہی سے فرق پڑتا تھا، یہ خاندان نجیب بھی سادات کرام کا عجیب خاندان تھا، ان کے اخلاق کریمہ یہ کہلوا لیتے تھے کہ ان کی رگوں میں خون رسالت ہے اور سارا خاندان حسین و جمیل خوبصورت اور خوب سیرت تھا، مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ کے بعد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ بھی اسی خاندان سے وابستہ رہے، ہر تقریب میں ہر دعوت میں وہ اپنے یہاں سادات کرام کو ضرور شریک کرتے تھے اور ان کا اعزازی حصہ سب سے دوگنا ہوتا تھا۔ (11)

کلام رضا میں محبت سادات کے عناصر :-

کشتہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو سادات کرام سے محبت و عقیدت اپنے خاندان سے ورثہ میں ملی تھی یہی وجہ ہے آپ حب رسول اور حب اہل بیت میں نہ صرف سرشار بلکہ حب اہل بیت میں گم گشتہ وارفتہ بھی

تھے آپ کی نعتیہ شاعری میں عشق رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ محبت اہل بیت عظام کے عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں مثلاً نمونہ از خردارے کے طور پر یہاں چند اشعار ہی پر اکتفا کیا جائے گا۔ درج ذیل اشعار میں سادات کرام سے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:-

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجئے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل
کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول
ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے
معدوم نہ تھا سایہ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گرہ تھی ذاتِ حسین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

محب سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے مشہور زمانہ سلام میں نہایت عقیدت و عجز و نیاز کے ساتھ اہل بیت عظام پر اس طرح سلام پیش کرتے ہیں:-

پارہ ہائے صحفِ غنچہ ہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

حضرت شہزادی کونین خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان

میں نذرانہ عقیدت یوں پیش کرتے ہیں:-

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر

ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ

جلبہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہرنے

اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

شیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ

جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

نواسہ رسول خدا ﷺ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف

کمالات پر اپنی عقیدت کے پھول یوں نچھاور کرتے ہیں:-

وہ حسن مجتبیٰ سید الانبیاء

راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

اوج مہر ہدے موج بحر ندی

روح روح سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوار لعاب زبان نبی

چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

نواسہ رسول خدا حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

سلام نیاز یوں پیش کرتے ہیں:-

اس شہید بلا شاہ گلگو قبا

بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

در درج نجف مہر برج شرف

رنگ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں لب

کشائی اس طرح کرتے ہیں:-

مرتضیٰ شیر حق اشجع الا شجعین

ساتھی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

اصل نسل صفا وجہ وصل خدا

باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام

اولین دافع اہل رفض و خروج

چار می رکن ملت پہ لاکھوں سلام

شیر شمشیر زن شاہ خیر شکن

پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

ماہی رفض و تفضیل و نصب و خروج

حائے دین و سنت پہ لاکھوں سلام

تمام سادات گھرانے پر عدم محبت پونہ ہے ہیں:-

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ لے

ان سب اہل ممانت پہ لاکھوں سلام

ان کی بالا شرافت پہ اتنی درد

ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

فخر السادات حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے امام احمد رضا

علیہ الرحمۃ کی محبت و عقیدت اظہر من الشمس ہے۔ آپ نے حضور غوث الاعظم

علیہ الرحمۃ کی شان میں کئی قصائد لکھے ہیں جو مشہور و معروف ہیں چند اشعار

ملاحظہ ہوں:-

حرم طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ

جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھٹتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع

جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

ہیں پشت پناہ غوثِ اعظم
 کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے
 واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بلا تیرا
 اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
 سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
 اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
 تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
 میری گردن میں بھی ہے دور کا دوڑا تیرا
 اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
 حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
 تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
 تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
 سورج اگلوں کے چمکنے تھے چمک کر ڈوبے
 انق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

سرکار بغداد علیہ الرحمۃ سے استعانت و استمدادیوں فرماتے ہیں:-

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث
 مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث
 دوہائی یا محی الدین دوہائی
 بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث

سبقتِ قادریت پر یوں ناز فرماتے ہیں:-

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں
 قدر عبدالقادر قدرت نما کے

مشہور زمانہ سلام میں بارگاہِ غوث الاعظم علیہ الرحمۃ میں سلامِ محبت یوں پیش

کرتے ہیں:-

غوثِ اعظمِ امامِ التقی و التقی

جلوہ. شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

قطب و ابدال و ارشاد و رشدِ الرشاد

محبی دین و ملت پہ لاکھوں سلام

مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درود

فردِ اہلِ طریقت پہ لاکھوں سلام

جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء

اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

امامِ اہلِ محبت محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے مشائخِ ساداتِ مارہرہ کی خدمت میں
نیاز مندانہ سلام یوں پیش کرتے ہیں:-

سید آل محمد امام الرشید

گلِ روضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام

حضرت حمزہ شیرِ خدا و رسول

زینتِ قادریت پہ لاکھوں سلام

نام و کام و تن و جان و حال و مقال

سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام

نورِ جاں عطرِ مجموعہ آلِ رسول

میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

زیبِ سجادہ سجادِ نوری نہاد

احمد نورِ طینت پہ لاکھوں سلام

”شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ“ کی ابتداء میں ائمہ اہل بیت اطہار سے اپنی نیاز مندی
اور عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:-

یا الہی رحم فرما بیٹھے کے واسطے

یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
 کر بلائیں رو شہیدِ کربلا کے واسطے
 سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
 علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے
 صدقِ صادق کا تصدقِ صادقِ الاسلام کر
 بے غضبِ راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
 اللہ تعالیٰ سے اپنے مشائخِ کرام کے واسطے سے ”حُبِ اہل بیت“ کی دولت یوں
 مانگتے ہیں:-

۱۔ حُبِ اہل بیت دے آلِ محمد کے لئے
 کر شہیدِ عشقِ حمزہ پیشوا کے واسطے
 اپنے پیرو مرشد حضرت آلِ رسول مارہروی علیہ الرحمۃ کا واسطے دے کر ”خادمِ آلِ
 رسول اللہ“ بننے کی تمنا یوں ظاہر فرماتے ہیں:-

۲۔ دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
 حضرت آلِ رسولِ مقتدی کے واسطے
 (12)

امام احمد رضا اور احترامِ سادات :-
 حُبِ ساداتِ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ ایک استفتاء کے جواب
 میں ”ساداتِ کرام“ سے اپنی غلامی اور نیاز مندی کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں
 ”یہ فقیر ذلیل بجمہِ تعالیٰ حضراتِ ساداتِ کرام کا اونی غلام و خاکپا ہے۔ ان کی محبت
 و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے، اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر
 بد مذہب بھی ہو جائے اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی کفر تک نہ پہنچے،
 ہاں اگر بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے اور یہ بھی
 فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لئے
 ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں، جو لوگ سید کہلائے جاتے

ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے ، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں ، نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے ، اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا معطون کرنا ہرگز جائز نہیں --- الناس امناء علی انساہم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں) ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں گے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا ، انھوں نے فرمایا میں سید ہوں ، کہا کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی ، رات کو زیارتِ اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے ، یہ شفاعت خواہ ہوا ، اعراض فرمایا ، اس نے عرض کی میں بھی حضور کا امتی ہوں فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی (13)

زیارتِ حرمین شریفین کے دوران علمائے حرمین نے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی کافی قدر و منزلت کی بالخصوص حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی علیہ الرحمۃ آپ کے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت سے متاثر ہو کر حسب رواج عرب سلسلہ کلام میں مخاطب کے وقت ”یاسیدی“ فرمایا کرتے تھے بظاہر یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ اس مخاطب سے شرمندگی محسوس کی جائے مگر امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے جذبہ عشق نے اس بات کو بھی گوارا نہ کیا اور اس سید زادے کے قدم ناز پر علم و فضل کا تاج نچھاور کرتے ہوئے فرمایا۔

”شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی (علیہ الرحمۃ) کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی ، اس فقیر سے خطاب میں ”یاسیدی“ فرماتے ، میں شرمندہ ہوتا ، ایک بار میں نے عرض کی ، حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ سید تو تم ہو میں نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا یوں بھی تو سید ہوئے ، نبی ﷺ فرماتے ہیں موبی القوم منعم ، قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے اللہ تعالیٰ سلوات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفت دنیو عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین“ (14)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو فخر السادات حضور غوث الاعظم
سیدنا عبدالقادر جیلانی النورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حیرت انگیز حد تک محبت و
عقیدت تھی، آپ تادم زیست بغداد شریف، مدینہ شریف اور کعبہ شریف کی
جانب پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھے

محبت غوثیت سے لبرز ایک واقعہ محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ
الرحمۃ کی زبانی سنئے۔

”مجھے کار افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو
بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غویہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا
فرمائی اور حاضرین میں بھی تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اٹھ
کھڑے ہوئے، سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی شدید
حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ
حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے، سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، دیکھا تو یہ
دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور
اعلیٰ حضرت اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر
بدستور تشریف فرما ہوئے، اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی
عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غویہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے
تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی، اب میں سمجھا کہ بار بار
مجھ سے جو فرمایا گیا کہ کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش
کردینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھی بلکہ درحقیقت اعلیٰ
حضرت غوث پاک کے ہاں میں چوں قلم در دست کاتب تھے جس طرح کہ غوث
پاک، سرکار دو عالم ﷺ کے ہاتھوں میں جوں قلم در دست کاتب تھے ملخصاً“

(15)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو اپنے مشائخ سادات مارہرہ سے بھی
انتہائی عقیدت و محبت تھی۔ صاحبزادہ سید محمد امین برکاتی نبیو خاتم الاکابر حضرت

سید شاہ آل رسول برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں:-

”اعلیٰ حضرت اپنے مرشدان عظام کا اس درجہ ادب ملحوظ رکھتے

تھے کہ مارہرہ کے اسٹیشن سے خانقاہ برکاتیہ تک برہنہ پا پیدل

تشریف لاتے تھے اور مارہرہ سے جب حجام خط یا پیام لے کر

بریلی جاتا تو ”حجام شریف“ فرماتے اور اس کے لئے کھانے کا

خوان اپنے سر اقدس پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔“ (16)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو سادات کرام کی ادنیٰ سی پشیمانی بھی بے چین کر دیتی تھی اس وقت تک آرام نہ کرتے جب تک سید زادے کو مطمئن نہ کر دیتے تھے۔

ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

”جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت کے دولت کدہ کی مغربی سمت جس میں کتب خانہ نیا

تعمیر ہو رہا تھا، عورتیں اعلیٰ حضرت کے قدیمی آبائی مکان میں جس میں حضرت مولانا

حسن رضا خان صاحب برادر اوسط اعلیٰ حضرت مع متعلقین تشریف رکھتے تھے، قیام

فرما تھیں اور اعلیٰ حضرت کا مکان مردانہ کر دیا گیا تھا کہ ہر وقت راج مزدوروں کا

اجتماع رہتا، اسی طرح کئی مہینہ تک وہ مکان مردانہ رہا جن صاحب کو اعلیٰ حضرت

کی خدمت میں باریابی کی ضرورت پڑتی بے کھٹکے پہنچ جایا کرتے جب وہ کتب خانہ

کھل ہو گیا، مستورات حسب دستور سابق اس مکان میں چلی آئیں، اتفاق وقت کہ

ایک سید صاحب جو کچھ دن پہلے تشریف لائے تھے اور اس مکان کو مردانہ پایا تھا

پھر تشریف لائے اور اس خیال سے کہ مکان مردانہ ہے بے تکلف اندر چلے گئے،

جب نصف آنگن میں پہنچے تو مستورات کی نظر پڑی جو زنانہ مکان میں خانہ داری

کے کاموں میں مشغول تھیں، انہوں نے جب سید صاحب کو دیکھا تو گھبرا کر ادھر

ادھر پر وہ میں ہو گئیں، ان کے جانے کی آہٹ سے جناب سید صاحب کو علم ہوا کہ

یہ مکان زنانہ ہو گیا ہے، مجھ سے سخت غلطی ہوئی جو میں چلا آیا اور ندامت کے

مارے سر جھکائے واپس ہونے لگے کہ اعلیٰ حضرت دکھن طرف کے سائبان سے

فورا" تشریف لائے اور جناب سید صاحب کو لے کر اس جگہ پہنچے جہاں حضرت تشریف رکھا کرتے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور سید صاحب کو بٹھا کر بہت دیر تک باتیں کرتے رہے جس میں سید صاحب کی پریشانی اور ندامت دور ہو، پہلے تو سید صاحب خفت کے مارے خاموش رہے پھر معذرت کی اور اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ مجھے زنانہ مکان ہونے کا کوئی علم نہ تھا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں آپ آقا اور آقا زادے ہیں معذرت کی کیا حاجت ہے میں خود سمجھتا ہوں حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں، غرض بہت دیر تک سید صاحب کو وہیں بٹھا کر ان سے بات چیت کی، پان منگوا یا، ان کو کھلایا، جب دیکھا کہ سید صاحب کے چہرہ پر آثار ندامت نہیں ہیں اور سید صاحب نے اجازت چاہی، ساتھ ساتھ تشریف لائے اور باہر کے پھانک تک پہنچا کر ان کو رخصت فرمایا وہ دست بوس ہو کر رخصت ہوئے عجب اتفاق کہ وہ وقت مدرسہ کا تھا اور رحم اللہ خاں خادم بھی بازار گئے ہوئے تھے، کوئی شخص باہر کمرہ پر نہ تھا جو سید صاحب کو مکان کے زنانہ ہو جانے کی خبر دیتا، جناب سید صاحب نے اس واقعہ کو خود مجھ سے بیان فرمایا اور مذاق سے کہا کہ ہم نے تو سمجھا کہ آج خوب پٹے مگر ہمارے پٹھان نے وہ عزت و قدر کی کہ دل خوش ہو گیا واقعی حب رسول ہو تو ایسی ہو۔" (17)

دوسرا واقعہ بھی اس سے کم نہیں ایک سید صاحب بہت غریب مفلوک الحال تھے عسرت سے بسر ہوتی تھی، اس لئے سوال کیا کرتے تھے مگر سوال کی شان عجیب تھی جہاں پہنچے فرماتے دلواؤ سید کو ایک دن اتفاق وقت کہ پھانک میں کوئی نہ تھا، سید صاحب تشریف لائے اور سپدھے زنانہ دروازہ پر پہنچ کر صدا لگائی دلواؤ سید کو، اعلیٰ حضرت کے پاس اسی دن اخراجات علمی یعنی کتاب کانڈ وغیرہ داد دہش کے لئے دو سو روپے آئے تھے جس میں نوٹ بھی تھے اٹھنی چونی پیسے بھی تھے کہ جس کی ضرورت ہو صرف فرمائیں، اعلیٰ حضرت نے آفس بکس کے اس حصہ کو جس میں یہ سب روپے تھے، سید صاحب کی آواز سنتے ہی ان کے سامنے لا کر حاضر کر دیا اور ان کے روبرو لیے ہوئے کھڑے رہے، جناب سید صاحب دیر تک ان سب کو

دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چوٹی لے لی، اعلیٰ حضرت نے فرمایا، حضور یہ سب حاضر ہیں، سید صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی ہے، الغرض جناب سید صاحب ایک چوٹی لے کر بیڑھی پر سے اتر آئے اعلیٰ حضرت بھی ساتھ ساتھ تشریف لائے، پھانک پر ان کو رخصت کر کے خادم سے فرمایا، دیکھو سید صاحب کو آئندہ سے آواز دینے صدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے، جس وقت سید صاحب پر نظر پڑھے فوراً ایک چوٹی حاضر کر کے سید صاحب کو رخصت کر دیا کرو سبحن اللہ و بجمہ تعظیم سادات ہو تو ایسی ہو“ (18)

مولانا مولوی مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں، حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ تشریف کی روایت سے تحریر فرمایا کہ صاحب سجادہ نے فرمایا، جب میں بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے، حسب دستور ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا، حضرت شاہزادہ! انگوٹھی اور چھلے مجھے دیجئے میں نے فوراً اتار کر دے دیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا، بمبئی سے واپس مارہرہ آیا تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا کہ ابا، بریلی مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے، یہ دونوں طلائی تھے۔ والا نامہ میں تحریر تھا ”شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں۔“ یہ تھا اعلیٰ حضرت کا سادات اور پیر زادوں کا احترام، جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔“ (19)

مولانا مولوی سید شاہ ابو سلیمان محمد عبدالمنان قادری چشتی فردوسی علیہ الرحمۃ ایک خط بنام ملک العلماء محمد ظفر الدین ہماری علیہ الرحمۃ میں لکھتے ہیں:-
 ”مجھ فقیر کو بھی 1339ھ کے موسم بہار میں بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا، جناب مولانا مولوی قاضی رحمہ اللہ صاحب علیہ الرحمۃ مدرس مدرسہ نے مجھے اعلیٰ حضرت کی خدمت فیض درجت میں پہنچایا، آپ کی زیارت نے تمام و کمال فقیر پر یہ ثابت کر دیا کہ جو کچھ بھی آپ کی تعریفیں ہوتی ہیں وہ کم

ہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو جب معلوم ہوا کہ یہ فقیر سادات سے ہے تو آپ نے بڑی عزت بخشی پھر اخلاق کا یہ عالم کہ دو دن مجھے آپ کے اخلاق کریمانہ نے روک رکھا اور ان دنوں میں اس فقیر نے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل کیے پھر رخصت ہوتے وقت خاص کرم فرمایا کہ کچھ نقد روپے جو الہ آباد کی آمد و رفت میں صرف ہو سکتے ہیں بلکہ کچھ زائد یہی تھے مرحمت فرمائے، فقیر نے پہلے تو انکار کیا لیکن اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا کہ یہ تو آپ کے گھر کے عنایت کردہ ہیں، اسے لے لیجئے تو فقیر نے وہ رقم لے لی۔ ملخصاً" (20)

جناب سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ پھاٹک میں (اعلیٰ حضرت) تشریف فرما ہیں اور حاضرین کا مجمع ہے کہ شیخ امام علی صاحب قادری رضوی مالک ہوٹل رئیس کریم بمبئی کے برادر خورد مولوی نور محمد صاحب کی آواز جو بسلسلہ تعلیم مقیم آستانہ تھے، باہر سے قناعت علی قناعت علی پکارنے کی گوش گزار ہوئی، انھیں فوراً طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو، کبھی آپ نے مجھے بھی نام لیتے ہوئے سنا، مولوی نور محمد صاحب نے ندامت سے نظر نیچی کر لی، فرمایا تشریف لے جائیے اور آئندہ سے اس کا لحاظ رکھیے۔" (21)

سادات کرام کو عام لوگوں سے ممتاز کرنے والا ایک دوسرا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں :-

"اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بروقت تقسیم شیرینی ملا کرتا تھا اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں، ایک سال بموقع بارہویں شریف ماہ ربیع الاول ہجوم میں سید محمود جان صاحب علیہ الرحمۃ کو خلاف معمول اکرا حصہ

یعنی دو طشتریاں شیرینی کی بلا قصد پہنچ گئیں، موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، حضور کے یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا، فرمایا سید صاحب تشریف رکھئے اور تقسیم کرنے والی کی فوری طلبی ہوئی اور سخت اظہار ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، ابھی ایک سینی (خوان) میں جس قدر حصے آسکیں، بھر کر لاؤ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی، سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرا یہ مقصد نہ تھا، ہاں قلب کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کر سکا، فرمایا سید صاحب یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہی ہوگی، ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی اور قاسم شیرینی سے کہا کہ ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کر دو جو اس خوان کو مکان تک پہنچا آئے، انہوں نے فوراً تعمیل کی۔“ (22)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے تلامذہ، خلفاء اور حلقہ احباب میں اکثریت سادات کرام کی تھی، آپ نے ان کے احترام میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ یہاں صرف فخر السادات حضرت شاہ سید محمد علی حسین شاہ اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے احترام کی کیفیت احاطہ تحریر میں لائی جاتی ہے:-
حضرت شاہ سید محمد علی حسین شاہ اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ جب بریلی تشریف لے گئے تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے آپ کی صورتِ دلبرانہ دیکھتے ہی فرمایا:-

سہ اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردہ پروردہ سہ محبوباں

ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرمایا:-

جس نے غوثِ پاک قدس سرہ العزیز کو نہ دیکھا ہو وہ ہم شکل غوثِ الاعظم

قدس سرہ، العزیز کو دیکھے۔“

اسی طرح حضرت مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ کو خاص طور پر بریلی شریف بلوا کر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ اپنی روحانی، نورانی محافل کی رونق میں اضافہ فرماتے اور جب مولانا موصوف تقریر فرماتے اور جتنی دیر تقریر فرماتے تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ اتنی دیر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر تقریر سماعت فرماتے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے کہ ان کی تقریر کے دوران مجھے سرکارِ مدینہ ﷺ کے دربار میں کھل کر حاضری نصیب ہوتی ہے، مزید فرماتے کہ حضرت مولانا سید احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمۃ صحیح النسب آل رسول ﷺ اور فنا فی الرسول ﷺ ہیں لہذا اپنے نانا کی تعریف جس قدر ان کے منہ سے اچھی لگتی ہے اور صحیح تعریف ہوتی ہے وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتی۔“ (23)

اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے یہاں سادات کرام ہی کا حکم نافذ ہو سکتا تھا، سادات کرام کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو سوائے تعمیل حکم کے کوئی چارہ کار ہی نہ ہوتا تھا۔ یہاں یہ واقعہ تحریر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے ایک بار کھانا چھوڑا اور صرف ناشتہ پر قناعت کی اس میں بھی کوئی اضافہ منظور نہ فرمایا، سارے خاندان اور ان کے احباب کی کوشش رائیگاں گئی۔ سید مقبول صاحب کی خدمت میں نو محلہ حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ آج دو مہینے ہونے کو آئے کہ اعلیٰ حضرت نے کھانا چھوڑ دیا ہے، ہم سب کوشش کر کے تھک گئے ہیں، آپ ہی انہیں مجبور کر سکتے ہیں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ ہماری زندگی میں انہیں یہ ہمت ہو گئی ہے کہ وہ کھانا چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ابھی کھانا تیار کرانا ہوں اور لے کے آتا ہوں، حسب وعدہ سید مقبول صاحب ایک نعمت خانہ میں کھانا لے کر خود تشریف لائے، اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ زنانے مکان میں تھے، سید صاحب کی اطلاع پاتے ہی باہر آگئے، سید صاحب سے قدم بوس ہوئے، اب بات چیت شروع

ہوئی، سید صاحب نے فرمایا، میں نے سنا ہے کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے، اعلیٰ حضرت نے عرض کیا کہ میں تو روز کھاتا ہوں، سید صاحب نے فرمایا مجھے معلوم ہے جیسا آپ کھاتے ہیں، اعلیٰ حضرت نے عرض کیا کہ حضور! میرے معمولات میں اب تک کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ میں اپنا سب کام بدستور کر رہا ہوں، مجھے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی تو سید صاحب قبلہ برہم ہو گئے اور کھڑے ہو کر فرمانے لگے، اچھا تو میں کھانا لئے جاتا ہوں، کل میدانِ قیامت میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کا دامن پکڑ کر عرض کروں گا کہ ایک سیدانی نے بڑے شوق سے کھانا پکایا اور ایک سید لے کر آیا مگر آپ کے احمد رضا خاں (علیہ الرحمۃ) نے کسی طرح نہ کھلایا، اس پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کانپ گئے اور عرض کیا کہ میں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوں، ابھی کھائے لیتا ہوں، سید صاحب قبلہ نے فرمایا کہ اب تو یہ کھانا تم جب ہی کھا سکتے ہو، جب یہ وعدہ کرو کہ اب عمر بھر کھانا نہ چھوڑو گے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے عمر بھر کھانا نہ چھوڑنے کا وعدہ کیا تو سید قبلہ نے اپنے سامنے انھیں کھلایا اور خوش خوش تشریف لے گئے۔ (24)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے سادات کرام کی خواہشات کے سامنے ہمیشہ سرتسلیم خم کیا۔ جب بھی کسی سید زاہد نے کوئی فرمائش کی تو آپ نے ذرہ بھر بھی تاخیر گوارا نہ فرمائی بلکہ فوراً تعمیل کی۔ مولانا شاہ مانا میاں قادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

”ایک مرتبہ مولانا سید محمود جان صاحب علیہ الرحمۃ، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتِ سوال سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کیوں سید صاحب کیا کوئی خدمت ہے میرے لائق؟ سید صاحب نے فرمایا، کیا عرض کروں، ایک سوال ہے، کیا آپ پورا فرمائیں گے؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا، اگر میرے امکان سے باہر نہیں ہوگا تو انشاء

اللہ ضرور پورا کروں گا“ سید صاحب نے فرمائش کی کہ میں آپ کے دست مبارک سے صرف 22 گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: حضرت سید صاحب انشاء اللہ میں آپ کی فرمائش جلدی ہی پوری کر دوں گا اور پھر صبح ہوتے ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے 22 گز سفید لٹھا سید صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔“

(25)

حضرت سید محمد احسن بریلوی کی ایماء پر حج و زیارت کے بارے میں نہایت ہی محبت آمیز انداز میں ایک کتاب رقم فرمائی۔ اس کی وضاحت کتاب کے آغاز میں ہی فرمائی۔ اس سے بھی محبت سادات کی خوشبو مہک رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے

”3 شوال 1329ھ کو والا جناب حضرت سید محمد احسن صاحب بریلوی نے فقیر احمد رضا قادری غفرلہ سے فرمایا کہ 10 شوال کو میرا ارادہ حج ہے بہت لوگ جاتے ہیں، حج کا طریقہ اور سفر کے آداب لکھ کر چھاپ دے، حضرت سید صاحب کے حکم سے بکمال استعجال یہ چند سطور تحریر ہوئیں، امید ہے کہ بہ برکت سادات کرام اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے۔ آمین“ (26)

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے صدر مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ راقم کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:-

”عمدہ محترمہ سیدہ حسنہ بیگم روایت کرتی ہیں کہ جب احقر کی جدہ محترمہ سیدہ نذیری بیگم بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دولت کدہ پر حاضر ہوتی تھیں تو ان کی آرزو ہوتی کہ پیر کے گھرانے کی خواتین کی خدمت کی جائے، پیر

کے گھر میں جا روب کشی کی سعادت حاصل کی جائے۔ لیکن ان کی یہ آرزو کبھی پوری نہ ہو سکی کیونکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ اور آپ کے بعد حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کا اپنے گھر والوں کو یہ حکم تھا کہ یہ سید زادی ہیں۔ خبردار ان سے کوئی خدمت نہ لی جائے بلکہ یہ ہماری مخدومہ ہیں، ان کی خدمت کی جائے اور ان کے آرام و آسائش کا پورا پورا خیال رکھا جائے، چنانچہ جدہ محترمہ علیہا الرحمۃ کے بقول جتنے آرام و آسائش سے وہ اپنے پیرو مرشد کے گھر میں رہتیں اتنے کبھی اپنے گھر میں بھی نہ رہیں۔“ (27)

مولانا شاہ خالد میاں فاخری مدظلہ خاندان فاخریہ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے گھرے روابط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-
 ”اصل واقعہ جو خود میں نے اپنے والد ماجد فخر ماجد مولانا شاہد فاخری علیہ الرحمۃ سے سنا وہ یہ ہے کہ :-

1930ھ میں حضرت فخر العلماء (شاہ محمد فاخر بنحو والد آبادی) کا وصال ہوا وہ شدید گرمی کا زمانہ تھا، میں خانقاہ کے اس حصہ میں جو خلوت کہا جاتا ہے سو رہا تھا، ایک دن کسی نے آکر جگایا کہ کوئی بزرگ جن کے ساتھ چند آدمی ہیں حضرت فخر العلماء کے مزار پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ دوپہر کا وقت تھا میں بنیان اور لنگی پہنے ہوئے لیٹا تھا، ابھی میں اٹھ رہا تھا کہ دوسرے آدمی نے آکر بتایا کہ بریلی کے مولانا احمد رضا خان صاحب تشریف لائے ہیں، میں گھبرا کر ایک چھاتہ لئے ہوئے اسی حالت سے باہر نکل پڑا، چونکہ حادثہ کو چند ہی ایام گزرے تھے اور مزار پر سایہ کے لئے ابھی کوئی انتظام نہیں ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سخت دھوپ میں عالم استغراق میں کھڑے فاتحہ پڑھ رہے ہیں، میں نے چھاتہ کھول کر سایہ کر لیا، جب اعلیٰ حضرت فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوئے، مجھے دیکھ کر رونے لگے اور سنوا کہ انھوں نے کیا ارشاد فرمایا، فرمایا شاہد میاں! قیامت میں اگر مجھ سے پوچھا گیا کہ ایک سید زادہ تیرے سر پر چھاتہ لگا کر کھڑا تھا اور تجھے خبر نہ تھی تو میں کیا جواب دوں گا؟ پھر فرمایا، اچھا شاہد میاں! یہ وعدہ کرو کہ جب آفتاب کی تمازت بھیجے پگھلا رہی ہوگی،

اس وقت بھی اسی طرح میرے سر پر سایہ کرو گے؟ پھر خانقاہ شریف میں تشریف لائے اور چائے نوش فرمائی، میرے والد ماجد نے ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد احترام سادات کے اس جذبہ کا اظہار ہے جو سادات کے لئے ان کے قلب مصفیٰ میں موجود تھا۔“ (28)

سید زاہد کی التماس پر جم غفیر میں شکست و ذلت کو زیب گلو کرنے کا واقعہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا تو تاریخ کے صفحات میں ملتا ہے لیکن نادانستگی اور لاشعوری طور پر ایک مزدور سید زاہد کے کاندھے پر سواری کر لینے کے بعد ندامت و شرمساری کا انداز اور اس نادانستہ جرم کے ازالہ کا منظر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے علاوہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ یہ ایمان افروز اور ناقابل فراموش واقعہ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے:-

امام اہل سنت کی سواری کے لئے پاکی دروازے پر لگا دی گئی تھی سینکڑوں مشتاقان دید انتظار میں کھڑے تھے، وضو سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن فرمائے عمامہ باندھا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے، چہرہ انور سے فضل و تقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی، شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدس برس رہا تھا۔ طلعت جمال کی دل کشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک شمع فیروزاں مسکرا رہی تھی اور عندلیبان شوق کی انجمن میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا۔ بڑی مشکل سے سواری تک پہنچنے کا موقع ملا۔

پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہاروں نے پاکی اٹھائی، آگے پیچھے داہنے بائیں نیاز مندوں کی بھیڑ ہمراہ چل رہی تھی۔

پاکی لے کر تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ امام اہل سنت نے آواز دی۔ ”پاکی روک دو۔“

حکم کے مطابق پاکی رکھ دی گئی، ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رک گیا۔ اضطراب کی حالت میں باہر تشریف لائے، کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی

آواز میں دریافت کیا۔ آپ لوگوں میں کوئی آلِ رسول تو نہیں ہے؟
اپنے جدِ اعلیٰ کا واسطہ سچ بتائیے، ”میرے ایمان کا ذوق لطیف تنِ جانوں کی
خوشبو محسوس کر رہا ہے۔“

اس سوال پر اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔
پیشانی پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں ابھر آئیں۔
بے نوائی، آشفته حالی اور گردشِ ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار
اس کے انگ انگ سے آشکار تھے۔

کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دہی زبان سے کہا۔
مزدور سے کام لیا جاتا ہے، ذات پات نہیں پوچھا جاتا۔ آہ آپ نے میرے جدِ اعلیٰ
کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سروستہ راز فاش کر دیا۔

سمجھ لیجئے کہ میں اسی چمن کا ایک مڑجھایا ہوا پھول ہوں، جس کی خوشبو سے
آپ کی مشام جاں معطر ہے۔ رگوں کا خون نہیں بدل سکتا اس لئے آلِ رسول
ہونے سے انکار نہیں ہے لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم
آتی ہے۔

چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں، کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا
ذریعہ معاش بناؤں۔ پاکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے، ہر روز سویرے
ان کے جھنڈ میں آکر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر اپنے
بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔ ابھی اس کی بات تمام نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے
پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار
اس کے قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ
پھوٹ کر التجا کر رہا تھا۔

معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کر دو، لا علمی میں یہ خطا سرزد ہو گئی
ہے۔ ہائے غضب ہو گیا جن کے کنش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے
ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی، قیامت کے دن اگر کہیں سرکار نے پوچھ لیا

کہ احمد رضا کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اسی لیے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی؟

آہ! اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جا رہا ہے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے، بالکل اسی انداز میں وقت کا عظیم المرتبت امام اس کی منت و سماجت کرتا رہا اور لوگ پٹھی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھتے رہے

یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہل سنت نے پھر اپنی ایک آخری التجائے شوق پیش کی۔

چونکہ راہ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت و ناموس کی قربانی عزیز ہے اس لیے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہوگا کہ اب تم پاکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھے پر اٹھاؤں۔“

اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے، وفود اثر سے فضا میں پتھیں بلند ہو گئیں۔ ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادہ کو عشق جنون خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔

آہ وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز تھا جب اہل سنت کا جلیل القدر امام کہا روں کی قطار سے لگ کر اپنے علم و فضل، جبہ و دستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودٹے حبیب کے لیے ایک گننام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پکھل گئے، کدورتوں کا غبار چھٹ گیا غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو پھرمان لینا پڑا کہ آل رسول کے ساتھ جس کے دل کی عقیدت و اخلاص کا یہ عالم ہے۔ رسول کے ساتھ اس کی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا، اہل انصاف کو اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہوا کہ نجد سے لے کر سہارنپور تک رسول کے گستاخوں کے خلاف احمد رضا کی برہمی قطعاً "حق بجانب ہے۔"

صحرائے عشق کے اس روٹھے ہوئے دیوانے کو اب کوئی نہیں منا سکتا وفا پیشہ دل کا یہ غیظ - ایمان کا بخشا ہوا ہے، نفسانی ہیجان کی پیداوار نہیں۔

— ہے ان کے عطر بوئے گریباں سے مست گل
گل سے چمن، چمن سے صبا اور صبا سے ہم

(29)

احترام اولاد سادات

عاشق الرسول امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے سادات کرام کے احترام میں کبھی بھی سن و سال، قد و قامت، عالم و جاہل، امیر و غریب، نیک و بد، بچہ و بوڑھا کا امتیاز رکھ کر حسن سلوک نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ رشتہ خون کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر سید زادے کے ساتھ نیاز مندی کا رویہ روا رکھا اولاد سادات سے بھی آپ کی محبت و عقیدت اور احترام قابل رشک ہے

ایک صاحب نے سوال کیا کہ سید کے لڑکے سے جب شاگرد ہو یا ملازم ہو دینی یا دنیوی خدمت لینا اور اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟ □ جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں نہ ایسی خدمت پر اسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتا ہے بحال شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور اسے مارنے سے مطلق احتراز کرے (30) اسی طرح کسی شخص نے پوچھا کہ سید کے لڑکے کو اس کا استاد تادیباً مار سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا بھی جواب محبت سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے نہایت ہی بصیرت جواب عنایت فرمایا ملاحظہ فرمائیے:-

”قاضی جو حدود الہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر

میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے تباہ معلم چہ رسد“

(31)

شیرِ بیٹہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ کے پاس ایک سید صاحب پڑھا کرتے تھے، ذہن کند تھا، سبق یاد نہ ہوتا تھا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور سید کالڑکا اگر سبق یاد نہ کرتا ہو تو سزادی جاسکتی ہے، فرمایا مولانا کیا فرماتے ہیں، سید زادہ اور سزا ہرگز نہیں اس پر عرض کی تو پھر نہیں پڑھے گا جاہل رہے گا، فرمایا جب مجبور ہو جائے تو یہ نیت کر لی جائے کہ شہزادے کے پاؤں میں مٹی لگی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔

اللہ اکبر کیا احترام تھا۔ (32)

محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ حصولِ تعلیم کے لئے بارگاہِ رضویہ میں تشریف لے گئے، ایک موقع پر برائے تربیت استاد الاساتذہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو طریقہ اختیار فرمایا، انتہائی دلچسپ اور ناموس عشق کی حرمت سے مملو ہے۔

محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ ہی کی زبانی سنئے۔

”کارِ افتاء کے لئے جب میں بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر لکھنؤ میں آٹھ سال رہنے کی خوبو کافی موجود تھی شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں، جمعہ کا دن آیا تو مسجد میں سب سے آخری صف میں تھا نماز ہو گئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں، میں بریلی کے لئے بالکل نیا شخص تھا، لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت خود کھڑے ہو گئے اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا یوں مصلے سے اٹھ کر صفِ آخر میں آکر مجھ کو مصافحہ سے نوازا، اس سے زیادہ کا ارادہ کیا تو میں تھرا کر گر پڑا، اعلیٰ حضرت پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن اور نوافل ادا فرمانے لگے۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ تفریح کا قصد کیا، پان کھانے کی خواہش

ہوئی ابھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے اسلام علیکم آئے اور مجھ کو جواب دینا پڑے ' اب پان والے کی دکان کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرا دشوار ہو گیا سلام و مصافحہ کی برکت نے سارا پروگرام ختم کر دیا ' سارا لکھنوی انداز ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ملخصاً" (33)

عاشق سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے کبھی بھی سادات کرام کے بچوں کو اپنے بچوں سے کم نہیں سمجھا بلکہ ان سے بھی اپنے بچوں جیسا ہی پیار فرماتے تھے۔

"جناب سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مسلمان حلوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے ' ان سے حضور (اعلیٰ حضرت) نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا ' برادرم قناعت شب کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا ' وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں جو بندھا ہوا رکھا ہے ' اٹھالائے یہ دو پوٹلیاں اٹھالائے حضور ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے میں پیچھے ہٹا ' حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں دالان کے گوشہ میں پہنچ گیا ' حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی ' میں نے کہا حضور یہ کیا؟ فرمایا حلوہ سوہن ہے میں نے وہی زبان سے نیچی نظر کیے ہوئے عرض کیا ' حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے فرمایا شرم کی کیا بات ہے ' جیسے مصطفیٰ (مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ) ویسے تم ' سب بچوں کو حصہ دیا گیا ' آپ دونوں کے لئے بھی میں نے دو حصے رکھ لئے یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھ کر اپنا حصہ لے لیا" ملخصاً" (34)

مولانا منور حسین سیف الاسلام صاحب کہتے ہیں :-

میں سولہ سترہ کی عمر میں سوداگری محلہ میں حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دولت خانہ لب شاہراہ تھا میں غالباً بعد عصر حاضر ہوا تھا بہت سے لوگ بیٹھے تھے میں سلام کر کے حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت کھڑے ہو گئے اور مجھ کو اپنے سرہانے بٹھانے لگے میں تو شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا مگر ادب کا تقاضا تھا کہ ان کے سامنے دم نہ ماروں - سوئے اتفاق سے میں ایک حکیم صاحب کے مشورہ سے حقہ پیا کرنا مجھ کو اعلیٰ حضرت نے اپنے سرہانے بٹھا کر حقہ میری طرف برہمایا تو میری چیخ نکل گئی - بھلا میں جو بڑے بھائی کے سامنے بھی حقہ نہیں پیتا تھا بھلا اعلیٰ حضرت کے خدمت میں یہ گستاخی کیسے گوارا ہوتی لوگوں نے حضرت سے عرض کیا حضور یہ صاحبزادے کون ہیں؟ تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ میرے محترم سید صاحب کے صاحبزادے ہیں جو حضرت میاں شیر محمد پبلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے چیتے مرید تھے۔

بخدا مجھ کو یہ معلوم بھی نہیں تھا جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا آہ آہ عشق رسول کے جذبات اس قدر غالب تھے کہ وہ کسی چیز کے خیال میں لانے کے مخالف تھے گویا مجھ کو جو اس قدر پیار و محبت سے آسمان عزت پر جگہ دی تو دو باتوں کی وجہ سے کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پبلی بھیتی صاحب علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور سید تھے آہ آہ سید کی قدر و منزلت کا حال اعلیٰ حضرت کے رویں رویں پر اس قدر غالب تھا کہ بس لوگوں کو حیرت ہی ہوتی تھی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سید صاحب کو محلے میں آباد کر لیا تھا۔ ایک دن ان کا تین چار سال کا بچہ کھیلتے کھیلتے بچوں کے ساتھ دروازے کے سامنے آیا اور تین بار آیا۔ اعلیٰ حضرت تینوں بار تعظیماً کھڑے ہو گئے تو ان کے ماموں زاد بھائی شاہد یار خان صاحب بہت وجیہہ اور ایسی پیاری، رعب داب والی صورت والے تھے، بچے تو کیا بڑے بھی ان کو دیکھ کر ڈر جاتے تھے۔ وہ اٹھ کر دروازے پر جا کھڑے ہوئے تو سارے بچے ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رو کر فرمایا کہ اے بھائی کیا آپ نے سید زادے صاحب کو دروازے سے

ہٹا دیا، ہائے میں قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک کیسے چوم سکوں گا؟ ملخصاً" (35)

جناب سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک کم عمر صاحبزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لئے کاشانہ اقدس میں ملازم ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ سید زادے ہیں لہذا گھر والوں کو تاکید فرمادی کہ صاحبزادے سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادے ہیں، کھانا وغیرہ اور جس شے کی ضرورت ہو حاضر کی جائے، جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا رہے، چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔ (36)

اولادِ رضا اور احترام سادات :

اس خانہ تمام آفتاب است، حب رسول ﷺ کی دنیائے جمیل عالم نبیل امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا سارا خانوادہ ہی عشق رسالت میں سرشار نظر آتا ہے آپ کے دونوں صاحبزادگان حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان علیہ الرحمۃ اور مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ، سادات کے سچے فدائی اور خادم تھے دونوں نے "الولو سرلابیہ" کا شاندار مظاہرہ کیا اپنے والد گرامی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی طرح دونوں نے سادات کرام سے اپنی محبت و عقیدت میں کوئی کمی نہ آنے دی۔
مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی مدظلہ لکھتے ہیں:-

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے ہم عصر علماء سے نہ صرف محبت کرتے بلکہ ان کا احترام بھی کرتے تھے سادات کرام خصوصاً "مارہرہ مطہرہ کے مخدوم زادگان کے سامنے تو بچھ جاتے تھے اور اپنے آقاؤں کی طرح ان کا احترام کرتے تھے حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ سے آپ کو بڑی انسیت تھی اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے ان کو آپ ہی نے "شبیبہ غوث اعظم" کہا آپ ہر جلسہ اور خصوصاً "بریلی کی تقریبات میں ان کا بہت

شاندار تعارف کرتے تھے، محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے بھی اچھے مراسم تھے
ملخصاً" (37)

حجۃ اسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی ایک الہامی منقبت "ذریعہ
التجا" (1410ھ) جو 82 اشعار پر مشتمل ہے، سیدی آل رسول احمد مارہروی علیہ
الرحمۃ کے عرس سراپا قدس کے موقع پر بریلی شریف میں جب پڑھی گئی تو آپ
کے والد گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے منقبت سن
کر حجۃ الاسلام کو طلب فرمایا اور اپنے سینے سے لگایا اپنی رضا و عطا سے نوازا اور
ایک بار پھر "حامد منیٰ انامن حامد" کی تصدیق فرمادی۔ اس منقبت کا ہر مصرعہ "آل
رسول" کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے چند اشعار سے ایمان تازہ کیجئے

ماومن سے بچائے آل رسول
من و عن ہوں رضائے آل رسول
حق میں مجھ کو گمائے آل رسول
مجھ کو حق سے ملائے آل رسول
میری آنکھوں میں آئے آل رسول
میرے دل میں سمائے آل رسول
تو ہی جانے فدائے آل رسول
قدر سمو سمائے آل رسول
یہ تقرب ملے نوافل سے!
ہوں حبیب فدائے آل رسول
ہاتھ پاؤں ہو آنکھ کان ہو وہ
عقل بھی ہو فدائے آل رسول
یا الہی برائے آل رسول
دل میں بھر دے ولائے آل رسول
سر سے قربان تجھ پہ آنکھوں سے

آنکھیں سر سے فدائے آلِ رسول
 ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرہ
 دل کی کلیاں کھلائے آلِ رسول
 بھینی بھینی سے مست خوشبو سے
 دل کی کلیاں بسائے آلِ رسول
 بیل۔ میری بھی اب منہ ہے چڑھ جائے
 صدقہ حامد رضائے آلِ رسول

(38)

مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمۃ بھی احترام سادات میں اپنے والد گرامی اور برادر اکبر سے کہیں پیچھے نہ رہے آپ کو بھی ”سادات کرام“ سے محبت جنون کی حد تک تھی آپ نے اپنے نعتیہ دیوان میں نہایت ہی والہانہ انداز میں سید السادات حضورِ غوثِ الاعظم علیہ الرحمۃ کی شان میں کئی مناقب لکھی ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ چند اشعار سے حظ و افراٹھائیں:-

خود تو نہیں ہے مگر تو خدا سے
 جدا بھی نہیں ہے یا غوثِ اعظم
 تو باغِ علی کا ہے وہ پھول جس سے
 دماغِ جہاں بس گیا غوثِ اعظم
 جھلک روئے انور کی اپنی دکھا کر
 تو نورِ نوری کو بنا غوثِ اعظم

جو قسمت ہو میری بری اچھی کر دے
 جو عادت ہو بد کر بھلی غوثِ اعظم
 ترا رتبہ اعلیٰ کیوں ہو نہ مولیٰ
 تو ہے ابنِ علی غوثِ اعظم

فدا تم پہ ہو جائے نوری مضطر
یہ ہے اوس کی خواہش دلی غوثِ اعظم

دم نزع آو کہ دم آئے دم میں
کرو ہم پہ یسین دم غوثِ اعظم
یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوثِ اعظم
تمہارے کرم کا ہے نوری بھی پیاسا
ملے یم سے اس کو بھی نم غوثِ اعظم

(39)

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی مدظلہ لکھتے ہیں:-

1979ء کا واقعہ ہے کہ گرمی کی دوپہر میں ایک خاتون ایک بچہ کے ساتھ تعویذ لینے کے لئے آئیں لوگوں نے بتایا کہ حضور مفتی ہند علیہ الرحمۃ آرام فرما رہے ہیں مگر انھیں تعویذ کی سخت ضرورت تھی۔ انھوں نے کہلوا یا کہ دیکھ لیا جائے کہ حضرت جاگے ہوں اور مجھے تعویذ مل جائے مگر حضرت کے پاس کسی کو جانے کی ہمت نہ ہوئی۔

بالآخر وہ خاتون اپنے بچے سے بولیں، چلو بیٹے، یہ کیا معلوم تھا کہ اب یہاں سیدوں کی باتیں نہیں سنی جاتیں، نہ معلوم حضرت نے کیسے سن لیا اور خادمہ کو آواز دے کر کہا جلدی بلاؤ، شہزادی کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔ انہیں روک لیا گیا بچہ حضرت کے پاس گیا حضرت نے نام پوچھا، اس نے بتایا حضرت نے اس بچے کو بڑی عزت و محبت کے ساتھ بٹھایا پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا سب منگا کر دیا اور پھر پردے کی آڑ سے محترم خاتون سے حال معلوم کر کے انھیں اسی وقت تعویذ لکھ کر دیا اور گھر میں یہ کہہ کر رکوا لیا کہ دھوپ ختم ہو جائے تب جانے دینا اور ان کی خاطر مدارت میں کمی نہ کرنا۔ (40)

علامہ سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ (بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رجسٹرڈ کراچی) لکھتے ہیں:-

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ عرس رضوی کے موقع پر ایک غریب سید صاحب جو ابھی جوان تھے اور دیوانوں جیسی باتیں کرتے تھے۔ تشریف لے آئے اور کہا، مجھے پہلے کھانا دو منتظمین نے کہا کہ ابھی نہیں اتنی دیر میں سید صاحب عالم دیوانگی میں حضرت مفتی ہند کی خدمت میں جانے لگے علماء نے ان کو روکا مگر کسی نہ کسی طرح وہ مفتی اعظم ہند کی خدمت میں حاضر ہو گے اور فرمایا دیکھئے حضرت یہ لوگ مجھے کھانا نہیں دیتے، میں بھوکا ہوں اور سید بھی ہوں۔ یہ سننا تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند کھڑے ہو گئے اور ان سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس تخت پر بٹھالیا ڈبڈبائی آنکھوں سے فرمایا کہ حضور سید صاحب پہلے آپ ہی کو کھانا ملے گا، یہ سب آپ ہی کا ہے وہ سید صاحب بہت خوش ہوئے اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے جناب ساجد علی خاں صاحب کو بلا کر فوراً ہدایت فرمائی کہ سید صاحب کو لے جائیے اور ان کی موجودگی میں فاتحہ دلوائیے اور سب سے پہلے کھانا ان کو دیجئے۔ یہ تبرک فرمائیں تو سب کو کھلائیے اب کیا تھا سید صاحب اکڑے ہوئے نکلے اور کہنے لگے دیکھا مجھے پہچاننے والے پہچانتے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو جب یہ معلوم ہوتا کہ ان کے گھر میں کوئی سید آیا ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں (سید محمد ریاست علی قادری) اپنے بریلی کے قیام کے دوران جب بھی آپ کا نیاز حاصل کرنے گیا تو آپ نے مجھے کبھی اپنے پائلٹی بیٹھنے نہیں دیا بلکہ اپنے پاس بٹھاتے اور میرے بڑے صاحبزادے سید محمد اویس علی کو اپنے پاس بلا کر بہت ہی پیار فرماتے تھے۔ (41)

مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ راقم کے نام ایک خط میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا ایک ایمان افروز واقعہ یوں تحریر فرماتے ہیں:-

”نبیرہ حضور غوث الثقلین نقیب الاشراف سیدنا شیخ طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی علیہ الرحمۃ عالم جوانی میں جب 1955ء (غالباً) میں بریلی شریف پہنچے تو

ریلوے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے حضور مفتی ہند علیہ الرحمۃ پا پیادہ ایک جم غفیر کے ساتھ موجود تھے آپ نے پیر صاحب کو جو ٹرین سے اترنے کے بعد زمین پر پیر نہیں رکھنے دیئے بلکہ کرسی پر بٹھا کر اتارا گیا اور کرسی کو کندھوں پر اٹھا کر موٹر کار میں بٹھایا گیا کندھوں پر اٹھانے والوں میں خود ہندوستان جیسے عظیم ملک کا مفتی اعظم جس کے پاک و ہند میں ایک کروڑ سے بھی زیادہ مرید تھے بنفس نفیس پا پیادہ شریک تھا۔ پھر اس موٹر کار کے دونوں طرف لمبے لمبے بانس باندھے گئے اور استقبال کے لئے آنے والے مسلمانان بریلی کو حکم دیا گیا کہ اسٹیشن سے مزار اعلیٰ حضرت تک پیر صاحب کی کار کو کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جائے چنانچہ تمام مجمع نے مل کر کار کو کندھوں پر اٹھایا، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کندھے اٹھانے والوں میں سب سے آگے تھے، خود بھی پا پیادہ تھے اور ان کے ساتھ تمام مجمع بھی پا پیادہ۔ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا یہ اعزاز و کرام اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ (42)

مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ ہی تحریر فرماتے ہیں :-

1976ء میں نبیرہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا منان رضا خان (منانی میاں) ابن مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں کراچی تشریف لائے تھے، دارالعلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ شمالی ناظم آباد کراچی میں حضرت مولانا محمد طفیل صاحب علیہ الرحمۃ مہتمم جامعہ نے آپ کی ضیافت کی تھی فقیر بھی اس محفل میں شریک تھا، اس محفل میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے چند صاحبزادگان تشریف فرما تھے، جب مولانا منانی میاں صاحب سے ان صاحبزادگان کا تعارف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کے حوالے سے کرایا گیا تو آپ فوراً "با ادب ان کے حضور کھڑے ہو گئے نہ صرف دست بوسی بلکہ پابوسی کی اور فرمایا :-

انہی کی بدولت تو میرے آباؤ اجداد خصوصاً اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کو علم و فضل کا اعزاز اور عشق رسول رضی اللہ عنہ کا سرمایہ ملا ہے، ان کی قدم بوسی کرنا تو ہم خانوارہ اعلیٰ حضرت پر واجب ہے" (43)

علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری اشرفی فرماتے ہیں:-

ایک بار حضرت حجتہ الاسلام جنہیں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے خلافت و اجازت سے بھی نوازا تھا، ان کا کچھو چھہ شریف حاضری کے لیے جانا ہوا۔ آپ کے لیے سادات اشرفیہ نے آرام و سکون کے لیے الگ کمرہ کا اہتمام فرمایا اور خدمت کے لیے حضرت صاحبزادہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف کو مقرر کیا۔ حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی گجراتی جو ان دنوں مدرسہ جامعہ اشرف میں صدر المدرسین کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے، فرماتے ہیں ”حضرت صاحبزادہ کو میں نے خصوصی طور پر خدمت میں مستعد رہنے کی تاکید کی“ صاحبزادہ صاحب کا اس وقت معمولی سا لباس تھا جب وہ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب کو وضو کرانے لگے تو آپ نے فرمایا آپ شاہزادے ہیں۔ آپ سے خدمت لینا درست نہیں۔ حالانکہ تعارف نہیں، کسی نے بتایا نہیں لیکن دل کی نیاز مندی نے انوار نور نبوت سے دیکھ لیا یہ شاہزادے ہیں۔ ذریت مصطفیٰ ہیں، نسبت سادات کا یہ لحاظ، خاندان رضویہ کے رگ ریشے میں سرایت کر چکا تھا۔ وہ سادات کی قربت خوشبو سے ہی محسوس فرمایتے۔

چنانچہ جب حضرت مفتی اعظم ہند مرض الموت میں مبتلا تھے، معتقدین و مریدین اور خواص آپ کی خدمت میں مصروف تھے۔ آپ نے اچانک آنکھیں کھولیں اور گویا ہوئے آپ لوگوں میں مجھے سید کی خوشبو آرہی ہے۔ سید صاحب نے ہاں سے جواب دیا تو آپ نے فرمایا آپ ہمارے مخدوم ہیں، آپ شاہزادے ہیں۔ آپ سے خدمت لینا جائز نہیں۔

پھر آپ نے وصیت میں فرمایا! میرا جنازہ کسی سید سے پڑھانا۔ جب لاکھوں عقیدت مند حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا جنازہ پڑھنے کے لیے حاضر ہیں، حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب نماز جنازہ پڑھانے کے لیے قدم بڑھا رہے ہیں کہ

آواز آئی کچھ چھہ مقدسہ کی عظیم شخصیت صاحب سجادہ حضرت پیر سید مختار اشرف اشرفی جیلانی امت برکاتم العالیہ تشریف لے آئے ہیں تو حضرت سرکار کلاں کی اقتداء میں لاکھوں سینوں، بریلولوں، اشرفیوں، پشتیوں، قادریوں، سروردیوں الغرض مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی، جن میں ہزارہا مشائخ عظام علماء کرام شامل ہوئے اور خاندان سادات اشرفیہ کی عظمت و منزلت پر اپنی عقیدت و محبت کی مہر لگادی۔ (44)

تاجدار معرفت حضرت پیر ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرافی الجیلانی مدظلہ کی زبانی ایک ایمان افروز واقعہ سماعت فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت مجددین ملت حضرت مولانا امام احمد رضا خان قدس سرہ، بریلی کے جس محلہ میں قیام پذیر تھے اسی محلے میں ایک سید زادے رہتے تھے جو شراب نوشی کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت ان کے اس عمل سے سخت متنفر تھے، ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ نے اپنے گھر پر کوئی تقریب منعقد فرمائی اور اس تقریب میں محلے کے تمام لوگوں کو مدعو کیا لیکن ان سید زادے کو مدعو نہیں کیا، تقریب ختم ہو گئی اور تمام مہمان اپنے گھروں کو چلے گئے، اسی رات اعلیٰ حضرت نے خواب دیکھا کہ ایک دریا کے کنارے میرے اور آپ کے بلکہ سب کے آقا و مولیٰ سلطان الانبیاء علیہ التہیتہ و التسلیم کچھ غلیظ کپڑے دھورے ہیں تو اعلیٰ حضرت جب قریب آگئے اور چاہا کہ وہ غلیظ کپڑے حضور ﷺ سے لے کر خود دھو دیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: احمد رضا! تم نے میری اولاد سے کنارہ کشی کر لی ہے اور اس طرف منہ تک نہیں کرتے جہاں وہ قیام پذیر ہے لہذا میں اس کے گندے کپڑوں سے خود غلاظت دور کر رہا ہوں بس اسی وقت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی آنکھ کھل گئی اور بات سمجھ میں آگئی کہ یہ کس طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اعلیٰ حضرت اسی وقت اپنے گھر سے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل چل کر ان سید زادے کے دروازے پر تشریف لائے تو

اعلیٰ حضرت بریلوی نے ان کے پاؤں پکڑ لئے اور معافی کے طلبگار ہوئے۔ سید صاحب نے اعلیٰ حضرت کو جب اس حال میں دیکھا تو متعجب ہوئے اور کہا: مولانا! یہ کیا حال ہے آپ کا اور کیوں مجھ گنہگار کو شرمندہ کرتے ہیں۔ تو اعلیٰ حضرت نے اپنے خواب کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور فرمایا: میاں صاحبزادے! ہمارے ایمان اور اعتقاد کی بنیاد ہی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے فدایانہ و والہانہ محبت کی جائے۔ اور اگر کوئی بد بخت محبت رسول ﷺ سے عاری ہے یا انکاری ہے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ اپنے حبیب سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور جب میں نے مرکز ایمان و اعتقاد کو اسی طرح دیکھا اور فرماتے سنا تو مجھے اپنی معافی مانگنے اور رسول علیہ التہیتہ والتسلیم کی سرکار میں سرخرو ہونے کی یہی ایک صورت نظر آئی کہ آپ کی خدمت میں اپنی سمجھ کی غلطی کی معافی مانگوں اس طرح حاضر ہوں کہ آپ کو معاف کرنے میں کوئی عذر مانع نہ ہو جب سید صاحب نے اعلیٰ حضرت سے ان کے خواب کا حال سنا اور اعلیٰ حضرت کی گفتگو سنی تو فوراً گھر کے اندر گئے اور شراب کی تمام بوتلیں لا کر اعلیٰ حضرت کے سامنے گلی میں پھینک دیں اور کہا کہ جب ہمارے نانا جان نے ہماری غلاظت صاف فرمادی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ یہ ام النجائت اس گھر میں رہے، اور اسی وقت شراب نوشی سے توبہ کر لی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ جو ابھی تک ان کے دروازے پر گھٹنوں کے بل کھڑے تھے ان کو اٹھایا اور ایک طویل معانقہ کیا، گھر کے اندر لے گئے اور حسب حالت خاطر مدارات کی۔ (45)

مخدوم الاولیاء کی رائے گرامی :-

مخدوم الاولیاء سید العلماء، یادگار مشائخ مارہرہ حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید آل مصطفیٰ میاں صاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ فرماتے ہیں :-

”میں نے اس بات پر بہت ہی غور کیا کہ حضور اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت قدس سرہ العزیز ہر فضیلت و کرامت کے حامل تھے اور ان کی ذات با برکات مظہر ذات و صفات سرور کائنات علیہ التحیتہ و التسلیمات تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو پٹھان قوم میں کیوں پیدا فرمایا، سادات میں کیوں نہیں پیدا فرمایا تو سمجھ میں یہ آیا کہ اگر وہ سید ہوتے اور سیدوں کا ادب و احترام اس شان و بان سے فرماتے، ان کی تعظیم و توقیر کا خطبہ اس طرح پڑھتے تو منافقین یہ کہہ سکتے تھے کہ میاں اپنے منہ اپنی تعریف کر رہے ہیں اور اپنی تعظیم و توقیر کروانے کی غرض سے یہ طریقے اپنا رہے ہیں۔ لہذا رب تعالیٰ جل و علا کی یہ حکمت ظاہر ہوئی کہ سادات میں ان کو پیدا نہ فرما کر اعدائے دین کا روز قیامت تک کے لئے منہ بند فرمادیا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے جس شان و بان سے سیدوں کا ادب و احترام فرمایا اور سادات کرام کی تعظیم و توقیر کر کے امت کو دکھایا، تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔“ (46)

اختتامیہ :-

احترام سادات کے سلسلے میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات اور واقعات درس عبرت دیتے ہیں کہ سادات کرام کے ساتھ نہایت محبت و عقیدت اور تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر گامزن ہوں گے بلکہ ایسا کرنے سے سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کو بنی آدم میں پیدا فرمایا، سادات کرام کی اولاد امجاد سے کیا، دولت ایمان و اسلام سے سرفراز فرمایا۔ آخر میں اپنی سادات برادری کی خدمت میں جملہ معترضہ کے طور پر چند باتیں کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

سلطان الواعظین علامہ ابو النور محمد بشیر صاحب مدظلہ تذکرۃ الاولیاء کے حوالہ سے لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے مجمع کے ساتھ مسجد سے نکلے تو ایک سید زادہ نے ان سے کہا۔

اے عبداللہ (علیہ الرحمۃ) یہ کیا مجمع ہے؟ دیکھ میں فرزند رسول (ﷺ) ہوں تیرا باپ تو ایسا نہ تھا، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا، میں وہ کام کرتا ہوں جو تمہارے نانا جان نے کیا تھا اور تم نہیں کرتے اور یہ بھی کہا کہ بے شک تم سید ہو اور تمہارے والد رسول اللہ ﷺ ہیں اور میرا والد ایسا نہ تھا مگر تمہارے والد سے علم کی میراث باقی رہی، میں نے تمہارے والد کی میراث لی، میں عزیز اور بزرگ ہو گیا، تم نے میرے والد کی میراث لی تم عزت نہ پاسکے۔

اسی رات خواب میں حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ چہرہ مبارک آپ کا متغیر ہے، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ رنجش کیوں ہے؟ فرمایا تم نے میرے ایک بیٹے پر نکتہ چینی کی ہے عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ جاگے اور اس سید زادہ کی تلاش میں نکلے تاکہ اس سے معافی طلب کریں، ادھر اس سید زادہ نے بھی اسی رات کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے اس سے یہ فرمایا کہ بیٹا اگر اچھا ہوتا تو وہ تمہیں کیوں ایسا کلمہ کہتا، وہ سید زادہ بھی جاگا اور حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کی تلاش میں نکلا، چنانچہ دونوں کی ملاقات ہو گئی اور دونوں نے اپنے اپنے خواب سنا کر ایک دوسرے سے معذرت طلب کر لی۔ (47)

اس واقعہ سے اہلِ سمجھ کے لئے بہت کچھ سامانِ عبرت و بصیرت موجود ہے۔ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی امت کی ہر بات پر شاہد اور ہر بات سے باخبر ہیں۔ حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والی کسی چیز پر نکتہ چینی حضور ﷺ کی خفگی کا موجب ہے۔ آلِ رسول ﷺ کے ناپسندیدہ کاموں سے بھی حضور ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

اسلام و مسلمین کے لئے آلِ رسول ﷺ کی قربانیاں اظہر من الشمس ہیں ہمارے جدِ اعلیٰ حضرت سیدنا امامِ عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام و مسلمین ہی کے لئے مدینہ منورہ چھوڑا مکتہ المکرمہ چھوڑا۔ کرب و بلا کو بسایا پورا خاندان لٹایا۔ حضور غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ جیلان میں پیدا ہوئے۔ گھر چھوڑ کر بغداد چلے آئے۔ حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ ہجویر سے ہجرت فرما کر لاہور میں رونق افروز ہوئے سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ ”سمنان“ ترک فرما کر کچھوچھ ”میں جلوہ افروز ہوئے۔ ایسے بے شمار نام لئے جاسکتے ہیں۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف ”تبلیغ دین“ کے لئے تھا تبلیغ اسلام صرف اور صرف ہماری دولت تھی ہمارا ماضی نہایت روشن اور تابناک ہے۔

آج پھر نہایت پرفتن اور ابتلاء و آزمائش کا دور شروع ہے۔ مدح اہل بیت کا نام لیکن اصحابِ رسول پر تبرا بازی۔ مدح صحابہ کی دعوت لیکن کامِ قدح اہل بیت کا۔ آہ! دینِ فروشی اور ملتِ فروشی۔ ضلالت و گمراہی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا۔ سلامی روایات اور دینی اعتقادات کی پائٹھالی۔ دین اور عالم دین کا تمسخر عروج پر ہیں۔

ان نازک ترین حالات میں ناموس رسالت، آبروئے اہل بیت، عظمت صحابہ، مقام اولیاء کی حفاظت۔ عقائدِ حقہ کی پاسبانی، اسلامی دل و دماغ کی رکھوالی کون کرے گا؟ ہاں ہاں خدا را بتاؤ! امتِ مصطفیٰ ﷺ کی راہنمائی کون کرے گا۔ سنو سنو بریلی سے ایک عرصہ دراز سے محب سادات امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی صدائے دلنواز آرہی ہے۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
 سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

سیدو! بیدار ہو جاؤ۔ جاگو، جاگو۔ دوسروں کو جگاؤ۔ اپنے حسب و نسب کا احترام
 فرماؤ۔ سید بن کے رہو۔ نیک اعمال میں ممتاز نظر آؤ۔ دل اقدس ﷺ نہ
 دکھاؤ۔ اپنے نانا ﷺ کی امت پر رحم کھاؤ۔ ہاں ہاں سیدو اپنے مقام کو پہچانو۔
 محراب و منبر کے وارث۔ حق و صداقت کے علمبردار۔ عدالت و امامت کے پیشوا،
 فقر و درویشی کی بنیاد تم ہی تو ہے۔ اے سیدو! سادات کرام کی تحریک کو پھر سے
 زندہ کرو۔ وہی عزم و استقلال۔ وہی تسلیم و رضا۔ وہی جذبہ ایثار و قربانی۔ وہی
 طریقہ سخاوت و عبادت اختیار کرو۔

سیدو! ایمان کو سنوارو۔ عمل کو سجاؤ۔ اور پھر تاریخ کو دھراؤ۔

یہ رسم خانقاہی ہے، غم و اندوہ و دگرگی
 نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
 (اقبال)



”احترام خاندان نبی“

1418ھ

مرکز اوصاف تھا، مجموعہ افضل تھا
جس میں اس فخر زمانہ کو کمال حاصل نہ تھا
مبداء فیاض نے وافر عطا ان کو کیا
وہ امام نعت گویاں تھے، شہر ملک ثنا
زندگی بھر درس تعظیم محمدؐ کا دیا
روضہ سرکار کو کعبے کا بھی کعبہ کہا
اس نے سچا احترام آل محمدؐ کا کیا
اس کے ممدوح گرامی حضرت غوث الورا
عمر بھر عایت ادب سلوات کا اس نے کیا
روح پرور واقعات و تجربات ایسا فزا

شک نہیں اس میں ذرا بھی، اعلیٰ حضرت کا وجود
کوئی بھی ایسا نہیں ہے شعبہ تحقیق و علم
دانش و حکمت سے حصہ اپنے لطف خاص سے
یہ زمانے نے کیا ہے خوش دلی سے اعتراف
حب محبوب خدا ہے جان ایمان و یقین
کتنی پاکیزہ اس عبد مصطفیٰ کی سوچ تھی
ہر گل باغ محمدؐ کو رکھا اس نے عزیز
حیدر و حسن و حسین و فاطمہ کا وہ محبت
پہمہ شان بزرگی، اپنے قول و فعل سے
اس مقالے میں کئے بدوق صابر نے بیان

اس کا ہاتھ نے سن بحیل طارق سے کہا

دیکھ ”شوق و احترام خاندان مصطفیٰ“

طارق سلطانپوری

حسن ابدال

1997ء

”قطعہ تاریخ ماہ تابان محمدی“

1997ء

”فصح البیان امام احمد رضا“ اور ”نیک طرز ادا احترام سلوات“

1418ھ

1418ھ

”مقالہ حق مآب جناب سید صابر حسین شاہ بخاری“

1997ء

ہے ”رضا اور احترام خاندان اللہ بیت“
ہیں یہ سب نور تمام خاندان اللہ بیت
ہے رواں فیض دوام خاندان اللہ بیت
کتنا محکم ہے نظام خاندان اللہ بیت
خود کو کہتے تھے غلام خاندان اللہ بیت
رضوت ہے شلو کام خاندان اللہ بیت
اللہ اللہ انشام خاندان اللہ بیت

دیکھئے صابر بخاری کا مقالہ دیکھئے
شہر جیلاں حضرت حسین و زہرہ بوتراب
غوث اعظم کے وسیلے سے ہے جہاں میں چار سو
ہے حکومت باطنی کونین میں ابدال کی
تھے امام اللہ سنت ان کے ایسے جہاں نشاں
اعلیٰ حضرت کی ہر اک تحریر سے ہے آئینہ
اس مقالے سے فضیلت ہے عیاں سلوات کی

کدے اے صابر براری اس کی تاریخ طبع

”فلک حق ہے احترام خاندان اللہ بیت“

صابر براری
کراچی

1997ء

مآخذ و مراجع

(حواشی و حوالہ جات)

(1) تفصیل کے لئے دیکھئے :-

1- سید علی ہمدانی: زاد العقبیٰ (مترجم: سید شریف حسین سبزواری) مطبوعہ لاہور

2- علامہ یوسف نبھانی: برکتِ آلِ رسول (مترجم: علامہ محمد عبدالحکم شرف قادری) مطبوعہ لاہور

3- مفتی احمد یار خان نعیمی: الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول (مشمولہ رسالہ نعیمیہ) مطبوعہ لاہور

(2) محمد عبدالمجید صدیقی: زیارت نبی بحالت بیداری مطبوعہ لاہور 1989ء ص 81

(3) دیکھئے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: ارادۃ الادب لفاضل النسب مطبوعہ لاہور 1996ء

(4) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطايا النبویة فی القتلوی الرضویہ ج 9 مطبوعہ کراچی ص 109

(5) ایضاً"..... ص 118'119

(6) ایضاً"..... ج 10 نصف آخر ص 131

(7) ایضاً"..... ص 166'167

(8) ایضاً"..... ص 173'174

(9) دیکھئے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: الزهر الباسم فی حرمتہ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم (مشمولہ قتلوی رضویہ ج 4)

(10) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطايا النبویة فی القتلوی الرضویہ ج 4 مطبوعہ کراچی ص 489'490

(11) مولانا حسین رضا خاں: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص 77

(12) دیکھئے :- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: حدائق بخشش (مرتبہ علامہ شمس بریلوی) مطبوعہ کراچی 1976ء

(13) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطايا النبویة فی القتلوی الرضویہ ج 12

مطبوعہ بمبئی ص 125

- (14) مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری: ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص 155
- (15) مولانا محمد صابر نسیم بستوی: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور 1976ء ص 162
- (16) صاحبزادہ سید محمد امین برکاتی: خانوادہ برکاتیہ کا روحانی فرزند مشمولہ ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر 1976ء ص 236
- (17) مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص 207
- (18) ایضاً 208
- (19) ایضاً ص 208'209
- (20) ایضاً ص 206
- (21) ایضاً ص 204
- (22) ایضاً ص 203
- (23) دیکھئے راقم کا مقالہ 'امام احمد رضا محدث بریلوی اور سید محمد محدث کچھوچھوی مشمولہ ماہنامہ آستانہ کراچی محدث اعظم نمبر 2
- (24) مولانا حسین رضا خاں: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص 77'78
- (25) مولانا شاہ مانا میاں قلوری: سوانح حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص 152
- (26) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: انوار البشارة فی مسائل الحج و الزیارة مطبوعہ کراچی 1989 ص 9
- (27) مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قلوری بنام راقم الحروف محررہ 30 نومبر 1996ء
- (28) سالنامہ معارف رضا کراچی 1984ء (مرتبہ مولانا سید محمد ریاست علی قلوری) ص 303
- (29) علامہ ارشد القلوری: زلف و زنجیر مطبوعہ لاہور ص 100 تا 104
- (30) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطايا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ج 10 نصف آخر مطبوعہ کراچی ص 268
- (31) مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری: ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص 303
- (32) اقبل احمد رضوی مصطفائی: کرامات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی 1995ء ص 60

- (33) مولانا محمد صابر نسیم بستوی ے: اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور 1976ء ص 161
- (34) مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت ج 1 مطبوعہ کراچی ص 201
- (35) محمد مرید احمد چشتی: جہانِ رضا مطبوعہ لاہور ص 151'152
- (36) مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت ج 1 مطبوعہ کراچی ص 201
- (37) مولانا عبد الجبسی رضوی: تذکرہ مشائخ قلدریہ رضویہ مطبوعہ لاہور 1989ء ص 485
- (38) دیکھئے: مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی: تذکرہ جمیل مطبوعہ دہلی 1412ھ ص 290
- 294
- (39) دیکھئے: مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری: سلمان بخشش مطبوعہ لاہور 1979ء ص 82
- 87-
- (40) مولانا محمد عبد الجبسی رضوی: تذکرہ مشائخ قلدریہ رضویہ مطبوعہ لاہور 1989 ص 511
- (41) مولانا سید محمد ریاست علی قلدری: مفتی اعظم ہند مطبوعہ کراچی 1979ء ص 59
- (42) مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قلدری بنام راقم الحروف محررہ 30 نومبر 1996ء
- (43) الفناء.....
- 44 - علامہ محمد منشا تیش قصوری اشرفی۔ مقالات اشرفیہ مطبوعہ لاہور۔ ص ۷۸، ۷۹
- 45 - تاجدار معرفت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرافی الجیلانی۔ صراط الطالبین فی طریق الحق والدین۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۸۳
- (46) مولانا محمد امینت رسول قلدری: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی 1987 ص 81'82
- (47) سلطان! لہو! عظیمین مولانا محمد بشیر: سچی حکایات حصہ اول مطبوعہ لاہور 1980ء ص 93'94

ایمان افروز رُوحِ پرور اور محافظ عقائدِ حقیقہ

- بزمِ اولیاءِ ترجمہ رضی اللہ عنہم - امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ
- بزمِ اولیاءِ ترجمہ رضی اللہ عنہم - ترجمہ علامہ بدر القادری
- قصیدہ بردہ شریف - امام شرف الدین بصیری علیہ الرحمۃ
- منظوم ترجمہ - عبد اللہ بلال صدیقی
- مالک و مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم - امام احمد رضا خان بریلوی
- البریلویہ برپنقیدی جائزہ - علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
- انوارِ شریعت - علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی
- دعوتِ فکر - علامہ محمد منشا تابش قصوری
- شرح حدائق بخشش - جلد چہارم، علامہ فیض احمد اویسی
- شرح حدائق بخشش - جلد پنجم، علامہ فیض احمد اویسی
- محمد نور - علامہ محمد منشا تابش قصوری
- موت کا منظر - علامہ عبد الرزاق بھتر الوی

تحقیقی

کتاب

رضاد آرا الاشاعت لاهو

۲۵ - نشر روڈ (مکتبہ الہدی)

ایمان افروز رُوح پرور اور محافظ عقائدِ حقیقہ

- بزمِ اولیاء ترجمہ رض الریاضین ترجمہ علامہ بدر القادری
- قصیدہ بردہ شریف - امام شرف الدین بصیری علیہ الرحمۃ منظوم ترجمہ - عبد اللہ بلال صدیقی
- مالک و مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم - امام احمد رضا خان بریلوی
- البریلویہ برپنقیدی جائزہ - علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
- انوار شریعت - علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی
- دعوتِ فکر - علامہ محمد منشا تابش قصوری
- شرح حدائق بخشش - جلد چہارم، علامہ فیض احمد اویسی
- شرح حدائق بخشش - جلد پنجم، علامہ فیض احمد اویسی
- محمد نور - علامہ محمد منشا تابش قصوری
- موت کا منظر - علامہ عبد الرزاق بھتر الوی

رضاد آرا الاشاعت لاهو

۲۵ - نشر روڈ (کتابخانہ الوی)

تحقیقی

کتاب